رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً)

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ ہندوستان میں ۵ روپے بیرون ہندوستان سے باہر ۷ روپے ۸ آنہ

نصف قیمت طلباء اور غرباء کے لئے عام طور پر اعلیٰ ادارہ

نمبر ۴ — اپریل ۱۹۲۹ء مطابق شوال ۱۳۴۷ھ — جلد ۲۸

فہرست مضامین

خیالات کا اثر ہماری تمدنی اور اخلاقی زندگی پر	۱۲۱ / ۱۴۶	ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس جنجوعہ
میرا مذہب اسلام مجھے کیوں پیارا ہے	۱۴۷ / ۱۵۵	مولانا اللہ دتا صاحب مولوی فاضل جالندھری
عصمت انبیاءؑ	۱۵۵ / ۱۶۰	مولانا محمد صادق صاحب مولوی فاضل کنجاہی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویوز

درود شریف

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منشی فاضل مولوی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان کی تالیف منیف. جسمیں درود شریف کے متعلق تمام معارف جدیدہ وحقائق حمیدہ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس التزام کے ساتھ کہ پہلے حمد و نعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تمام نظم و نثر جمع کر دی ہے۔ پھر درود شریف کے متعلق قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود علیہ السّلام میں جو کچھ آیا ہے وہ درج کیا ہے۔ پھر حضورؑ نے درود کے متعلق جو کچھ اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے یا جو کچھ حضور انورؑ کے کلمات طیّبات سے ملا ہے وہ دیا ہے۔ پھر احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم میں جو کچھ درود کے بارے میں ارشاد ہے وہ جامعیت کے ساتھ یکجا کیا۔ اسکے بعد حضرت خلیفہ اوّل رضؓ و حضرت خلیفہ ثانی مسیح موعودؑ کے افاضات و افادات لکھے ہیں۔ اور یہ مجموعہ دلآویز ایسی قیمتی چیز بن گیا ہے۔ کہ بایدو شاید ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس رسالہ کو خرید کے پڑھے اور حرز جان بنائے۔ محمد یامین اینڈ سنز مالک احمدیہ کتبخانہ قادیان قابل شکریہ ہیں۔ جنہوں نے یہ رسالہ شائع کیا انکی ضرور ہمت افزائی ہونی چاہیئے قیمت رعایتی بجائے آٹھ آنے صرف ۶/ محصولڈاک علاوہ ؞

نور ہدایت

مَیں یہ پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ جناب حافظ سیّد عبد المجید صاحب (منصوری) نے یہ کتاب لکھی ہے اسکے متعلق اسوقت تفصیل سے نہ لکھا جا سکا۔ اس کتاب میں ایک عدو عقید سلسلہ کو نہایت مسکت و مدلّل جوابات دیئے گئے ہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ جناب سید صاحب موصوف کاروباری آدمی ہیں۔ تصنیف و تالیف انکا پیشہ نہیں مگر اس کتاب کے بعض فقرات اور پیرے تو انکو ایک کہنہ مشق مصنّف ظاہر کرتے ہیں سب سے زیادہ لطیف بات جس نے مجھ پر اثر کیا وہ اس کتاب میں یہ ہے کہ وہ مخالف کی سخت سے سخت گالی کا جواب ایسی عمدگی اور تہذیب سے دیتے ہیں کہ بات کہ بھی جاتے ہیں۔ اور بظاہر کوئی شخص گرفت نہیں کرسکتا ہے۔ اسکے علاوہ بعض نازک مسائل پر بھی آپ نے خامہ فرسائی کی ہے اور اسمیں کامیاب رہے ہیں گو بعض بحثیں ایسی ہیں جو میرے خیال میں اگر نہ چھیڑی جائیں تو بہتر ہو۔ ناظرین کرام! اس کتاب کو ضرور منگوائیں۔ انشاء اللہ بہت سی قیمتی معلومات کا ذخیرہ پائیں گے ؞

رفیق حجّاج

مکرم حکیم علم الدین صاحب بھاگو والیہ نے اپنے رسالہ المعالج کا خاص نمبر رفیق حجّاج کے نام سے بروقت شائع کیا ہے اس میں حاجیوں کیلئے نہایت قیمتی اور کار آمد طبّی مشورہ دیا ہے۔ جو مختلف تجربہ کار طبیبوں کی جانب سے ہے۔ اور صرف حاجیوں کیلئے ہی مفید نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں حکیم صاحب موصوف نے نہایت قابل قدر خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے قیمت فی نمبر ۸/ اور خریداروں کیلئے تو مفت ہے، تقریباً ہر مرض کے علاج کیلئے مجرّبہ نسخے درج ہیں۔ اور صحت کی نگہداشت کے متعلق طبّی ہدایا کے علاوہ تمام ادعیہ ماثورہ بھی لکھدی ہیں جنکے پڑھنے کی.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"خیالات" کا ہماری تمدنی اور اخلاقی زندگی پر اثر

(ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خاں - ایم - بی - بی - ایس - کاکامری - یوگنڈا)

دنیا میں مختلف موٹو پاورز میں جو کام کر رہی ہیں۔ اپنی شدتِ اثرات اور کیفیات کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اصولی طور پر انکے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی مادی چیز کے اجزا جسقدر باریک ہوں اُتنی ہی رفتار۔ کام کرنے کی طاقت۔ اور اثرات

کام کرنے والی مادی طاقتیں

زیادہ تیز اور نمایاں ہونگے۔ مثلاً ٹھوس۔ مایہ۔ اور گیس تین قسم مادہ کی ہیں۔ جس طرح یہ اپنی لطافت میں کم و بیش ہیں۔ اسی طرح اپنے اثرات کے لحاظ سے بھی مختلف ہیں۔ ٹھوس چیز کی رفتار کم ہے۔ اس کے ساتھ تصادم سے نقصان بھی کم ہوتا ہے۔ اس سے بڑھکر پانی اور ہوا کی رفتار ہے جو طوفان کی شکل میں بہت زیادہ نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔ ہوا سے بڑھ کر کام کرنے کی طاقت پھر اُس گیس میں ہے جسکے ذرات دباؤ کے نیچے ہوں۔ چنانچہ بارود۔ اور ڈائنامیٹ کے ذریعے کئی کئی لاکھ ٹن کی چٹانوں کو پارہ پارہ کر دیا جاتا ہے۔ نمک کی کانوں میں بھی دبی ہوئی ہوا سے کام لیا جاتا ہے جس سے ایک سیکنڈ میں لاکھوں من نمک بھک سے اُڑ جاتا ہے۔ گیس سے بڑھ کر لطیف ذرات بجلی کے ہیں۔ چنانچہ برقی رو سے بھی بڑے بڑے کام لئے جاتے ہیں۔ مگر ان سب زبردست کام کرنیوالی مادی طاقتوں سے بڑھ کر

خیالات کی زبردست طاقت

خیالات اور تصور کی طاقت ہے۔ جو انسان کے دماغ سے لہروں کی شکل میں نکلتی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ انشاء اللہ آگے چلکر ثابت کیا جائیگا۔ خیالات کی طاقت ایسی غالب ہے کہ یہ اشرف المخلوقات (جو تمام دیگر طاقتوں کو قابو میں لا سکتا ہے) کو بھی اپنے قابو میں کر لیتی ہے۔ اور بعضوں کو اپنے مولا کا قرب حاصل کرنے میں ممد ہوتی ہے۔ مگر اکثروں کو ضلالت کے عمیق گڑھوں میں گرا دیتی ہے۔ مندرجہ بالا مادی طاقتوں کے علاوہ ایک اور طاقت بھی ہے۔ جس کا نام روحانی توجہ ہے۔ یہ طاقت خیالات کی طاقت سے بھی زیادہ زبردست ہے۔ اور اسکے وسیع۔ اور سریع اثرات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ روحانی طاقت دنیا بھر کی موٹو پاورز سے زیادہ شاندار اور زبردست ہے۔ گو روحانی توجہ بھی باریک در باریک اور لطیف در لطیف مادی طاقت ہے۔ مگر عاجز نے اسکو دیگر مادی طاقتوں سے الگ رکھا ہے۔ کیونکہ یہ وہ طاقت ہے۔ جس سے عوام الناس بوجہ اپنی قلبی کثافت کے کام لینا نہیں جانتے۔ پس اس مضمون میں خیالات کی طاقت کو جسکا منبع دماغ ہے۔ روحانی طاقت سے جس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منبع قلب ہے۔ الگ اور ممتاز وجود تصوّر کیا گیا ہے۔ لہٰذا ناظرین کو بھی ان دونو کو آپسمیں مشتبہ نہیں کرنا چاہیئے۔

مضمون کی وسعت

اس مضمون کے عنوان میں مختلف دماغی طاقتوں کیلئے بغرض اختصار "خیالات" کا نام پسند کیا گیا ہے۔ مگر اس مضمون میں درحقیقت مختلف دماغی طاقتوں پر بحث کی جائیگی۔ قوّت متخیلہ۔ قوّت متصوّرہ۔ قوّت مؤثرہ۔ قوّت متاثرہ۔ قوّت ارادی۔ تحریض باطنی۔ تحریض خارجی وغیرہ۔

خیالات بھی مخلوق ہیں

خیالات کی طاقت یا توجہ سے جو کام کیئے جاتے ہیں۔ ان پر یقین کرنا شرک نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی خدا کی مخلوق سے الگ اور خود مختار طاقت نہیں۔ بلکہ یہ بھی خدا کی مخلوق ہے اور دماغ کی ایک طاقت کا نام ہے۔

دماغ کے دو حصّے

دماغ کے دو حصّے ہیں۔ ایک اوپر کا حصّہ جسکو قلب عامل یا کانشس مائینڈ کہتے ہیں اور دوسرا نچلا جسکو قلب غیر عامل یا سب کانشس مائنڈ بولتے ہیں۔ ان دونو کے خواص اور کام الگ ہیں۔ مختصراً اوپر کے حصّے سے متعلق قوّت ارادی۔ قوّت متخیلہ توجہ ہیں۔ مگر دونو حصّوں کا آپسمیں تعلّق بھی ہے اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے رہتے ہیں۔ ہمارے روزمرّہ کے مشاہدات اور تجارب قلب غیر عامل پر اثر ڈالتے ہیں۔ مگر ہم کو انکا احساس نہیں ہوتا۔ ہاں اگر ہم کسی خاص بات کی طرف توجہ کریں۔ تو اس کا احساس ہم کو ہوتا ہے۔ مثلاً ہم روزمرّہ بازار سے گذرتے ہیں۔ اور اپنے دھیان میں چلتے جاتے ہیں۔ کسی خاص آواز پر کان نہیں دھرتے اور کسی خاص چیز کی طرف آنکھ نہیں اُٹھاتے۔ مگر ان تمام نظاروں اور آوازوں کا اثر ہمارے قلب غیر عامل میں مخفی رہتا ہے۔ اور کبھی رؤیا یا تیز بخار کی حالت میں ایسے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ جن کے متعلق ہمارا خیال ہوتا ہے کہ یہ نظارہ ہم نے پہلے دیکھا ہوا نہیں۔ حالانکہ بعد میں تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں بازار میں فلاں دوکان پر ہم نے اس چیز کو دیکھا تھا۔ گو ہمارا قلب عامل (بوجہ عدم توجہ کے) اس نظارہ سے بے خبر تھا۔ مگر قلب غیر عامل میں اس کا نقش موجود تھا۔

قلبِ غیر عامل سے وہ افعال متعلّق ہیں جن کا ہم کو علم نہیں ہوتا۔ اور نہ قوّتِ ارادی یا تصوّر کے زور سے انکا احساس پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اسی حصّہ کے ساتھ انسان کے جذبات کا بھی تعلّق ہے۔ (عقل کا تعلّق قلبِ عامل سے ہے) قلبِ غیر عامل ہر وقت کام کرتا رہتا ہے اور کبھی نہیں سوتا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ نیند کی حالت میں رؤیا وغیرہ کے ذریعے ہی ہمیں دماغ کے اس فعل کا علم ہوتا ہے۔ رؤیا قلب غیر عامل کی زبان ہیں۔ مگر رؤیا بھی چونکہ عموماً مختصر۔ اور جامع ہوتی ہیں اور ان میں اکثر دفعہ اشارہ اور تمثیل کا رنگ ہوتا ہے اسلئے وہ تعبیر طلب ہوتی ہیں۔

قلبِ غیر عامل ہر وقت قلبِ عامل پر اثر ڈالتا رہتا ہے۔ مگر ہمارا دماغ چونکہ اور باتوں کی سوچ بچار اور دیگر مشاغل میں محو ہوتا ہے اسلئے اکثر دفعہ وہ قلب غیر عامل کی آواز کو نہیں سنتا۔ گویا قوّت ارادی۔ توجہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعور وغیرہ اسکے رستہ میں روک ہیں۔ اگر کسی طرح قلب عامل کو دیگر تفکرات۔ خیالات۔ توجہ وغیرہ سے آزاد کرکے سکون کی حالت پیدا کرلی جائے تو پھر قلب غیر عامل کا اثر نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ کئی لوگ ہیں جن کے قلب میں صالحین کے پاکیزہ خیالات کی مخفی رَو کی وجہ سے نیک تحریکیں ہوتی ہیں۔ مگر انکا دماغ دنیاوی مشاغل۔ اور دیگر خیالات اور تفکرات میں اتنا منہمک ہوتا ہے۔ کہ وہ ان سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ؂

توجہ کی اقسام توجہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مخفی توجہ جو ہر وقت اثر ڈالتی رہتی ہے۔ اور جس کیلئے کلام کرنا۔ نظر اُٹھا کر دیکھنا یا چھونا ضروری نہیں۔ محض پاس بیٹھنے سے ہی مخفی رَو کا اثر قلب پر پڑتا رہتا ہے۔ دوسری وہ توجہ ہے جسکے لئے خاص طور پر قوتِ ارادی کے زور سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے معمول سے کلام کرنا۔ اسکی طرف دیکھنا اسکے جسم کو چھونا ضروری ہے۔ طاقت کے لحاظ سے دوسری قسم کی توجہ زیادہ شدید الاثر ہے مگر پھیلاؤ کے لحاظ سے پہلی قسم (مخفی توجہ) زیادہ وسیع الاثر ہے ؂

عقل اور جذبات کا اثر جذبات کا منبع قلبِ غیر عامل۔ اور عقل کا منبع قلب عامل ہے۔ اگر جذبات اور عقل میں مطابقت ہو تو زندگی مزیدار اور خوشگوار ہوتی ہے۔ لیکن اگر جذبات اور عقل کے درمیان تصادم شروع ہو جائے۔ یعنی عقل ایک طرف لیجائے اور جذبات انسان کو دوسری طرف کھینچیں تو طبیعت میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے طرح طرح کے عصبی امراض۔ خوف۔ اور جنون وغیرہ ہو جاتا ہے۔ کئی مشکلات اور مصائب محض اس تصادم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس چاہیئے کہ جذبات اور عقل میں مطابقت پیدا کی جائے اور موقع ومحل کے مطابق ایک کو دوسرے کے تابع کر دیا جائے ؂

قوتِ مؤثرہ اور قوتِ متأثرہ ہر انسان کے اندر کم و بیش دو قسم کی طاقتیں ہیں۔ ایک قوتِ مؤثرہ ہے جس سے دوسرے انسان پر اثر ڈالا جاتا ہے۔ اور دوسری قوتِ متأثرہ جس سے انسان دوسرے کا اثر قبول کرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں میں قوتِ مؤثرہ نسبتاً کم اور قوتِ متأثرہ نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی وہ مردوں پر اثر کم ڈالتی ہیں۔ لیکن مردوں کا اثر نسبتاً زیادہ قبول کرتی ہیں ؂

سب کانشس کے خواص انسان جب کوئی نیا کام سیکھتا ہے تو پہلے اسکی ہر ایک حرکت توجہ اور ارادہ سے ہوتی ہے۔ یعنی وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے مگر مشق کے ساتھ آہستہ آہستہ وہ اس کام کو بغیر توجہ کے کرلیتا ہے۔ گویا اس کام کی تفصیلات کا نقش قلب غیر عامل میں اتر گیا ہے۔ اور اب بغیر توجہ کے وہ اس فعل کی نگرانی کرتا ہے۔ ورنہ اگر ہماری ہر حرکت توجہ سے ہو اور اسکا احساس بھی ہو تو زندگی دوبھر ہو جائے۔

قلبِ غیر عامل میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ پیدائش کے دن سے لیکر موت تک جو نظارہ ہم دیکھتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی بیوی کو حمل ہو گیا۔ واپس آکر دریافت کرنے پر بولی۔ میری پڑوسن کو حمل ہوا تھا۔ اسکو دیکھ کر مجھے بھی ہو گیا ہے۔ خاوند نے نہ مانا۔ تو بولی اچھا اگر میرے بیان میں شک ہو تو کل جا کر قہوہ خانہ میں ذرا جماہی تو لینا۔ وہ دوسرے دن گیا۔ اور جماہی لی تو سب یکے بعد دیگرے جماہیاں لینے لگے۔ اور اسکو بیوی کی بات پر یقین آگیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شعورِ خارجی کے اثرات کو بہت لمبا نہیں کھینچنا چاہیئے۔ کیونکہ جو افعال انسان کے عزم اور مضبوط ارادہ سے متعلق ہیں ان میں تعریض خارجی کا اثر نہیں۔

۲۔ تقریر یا تحریر وہی مؤثر ہوتی ہے جو دل سے نکلے۔ قلب کے جذبات سے پُر اگر تقریر ہوئی تو وہی لوگوں کے قلوب پر اثر کریگی۔ ورنہ محض تکلف سے جو چند روکھے سوکھے فقرے زبان سے نکال دیئے جائیں اُن میں اثر نہیں ہوتا۔

۳۔ محض الفاظ کا اتنا اثر نہیں جتنا کہ اس طرز کا ہوتا ہے جس سے الفاظ کو ادا کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی کو نفرت اور حقارت آمیز لہجہ میں کچھ کہا جائے تو اس سے جذبات کو زیادہ ٹھیس لگتی ہے۔ گھروں میں عموماً فساد میاں بیوی کی گفتگو کے اصل الفاظ سے اتنے نہیں ہوتے جتنے کہ اسکی طرز بیان (ٹون) سے ہوتے ہیں

۴۔ جو لوگ ہر وقت بیکار رہیں۔ اور دماغ کو کسی خاص مقصد کی طرف نہ لگائیں۔ اور ہر وقت انفعالی (پیسو) حالت میں رہیں ان پر تعریض خارجی کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

۵۔ کہ تعریض اگر فوراً کر دی جائے تو ایماندار شخص اسکو ردّ کر دیتا ہے۔ لیکن اگر موقع پاکر وہی تعریض کسی خاص طرز۔ انداز اور حکمت عملی سے کیجائے تو پھر ایماندار کے پاؤں بھی اکھڑ جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی منافق کسی مومن کو کہے کہ فلاں صیغہ کا ناظر جو ہے وہ بد دیانت ہے تو وہ اس تعریض کو فوراً ردّ کر دیگا۔ لیکن فرض کرو اسی کمزور ایمان والے کا کوئی مقدمہ محکمہ قضا میں ہو۔ جس میں اسکے خلاف فیصلہ کا امکان ہو۔ تو اسوقت حکمت عملی سے اگر منافق اسکے دل میں بدظنی کا بیج داخل کر دے تو وہ جلدی جڑھ پکڑ جائیگا۔ اور بڑھتے بڑھتے پھر وہ اتنی ترقی کریگا کہ کارکنوں کے بعد خلیفہ وقت پھر نبیؐ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی بدظنی شروع کر دیگا۔ پس کسی تعریض کو بغیر تحقیقات اور سوچ کے ہرگز دل میں جگہ نہیں دینی چاہیئے۔

۶۔ یہ جو عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں بچے کو نظر لگ گئی ہے۔ اس لئے روتا ہے۔ یہ وہم نہیں بلکہ علمی بات ہے۔ یہ بھی بڑوں کے خیالات کی رَو (تعریض خارجی) کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر بچے کو دم کر دیا جائے۔ احادیث نبویؐ سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

یہ بھی خیالات کا ہی اثر ہے کہ ڈاکٹر اگر سادہ پانی یا راکھ اُٹھا کر مریض کو دے اور کہدے اس سے ضرور فائدہ ہوگا تو اسکو فائدہ ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ سادہ پانی سے بے خوابی کے مریضوں کو نیند لائی گئی ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی بیوی کو حمل ہو گیا۔ واپس آکر دریافت کرنے پر بولی۔ میری پڑوسن کو حمل ہوا تھا۔ اسکو دیکھ کر مجھے بھی ہو گیا ہے۔ خاوند نے نہ مانا۔ تو بولی اچھا اگر میرے بیان میں شک ہو تو کل جاکر قہوہ خانہ میں ذرا جمائی تو لینا۔ وہ دوسرے دن گیا۔ اور جمائی لی تو سب یکے بعد دیگرے جمائیاں لینے لگے۔ اور اسکو بیوی کی بات پر یقین آگیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شعور خارجی کے اثرات کو بہت لمبا نہیں کھینچنا چاہئیے۔ کیونکہ جو افعال انسان کے ع۔م اور مضبوط ارادہ سے متعلق ہیں ان میں تعریض خارجی کا اثر نہیں۔

۲۔ تقریر یا تحریر وہی مؤثر ہوتی ہے جو دل سے نکلے۔ قلب کے جذبات سے پُر اگر تقریر ہوئی تو وہی لوگوں کے قلوب پر اثر کریگی۔ ورنہ محض تکلف سے جو چند روکھے سوکھے فقرے زبان سے نکال دیئے جائیں اُن میں اثر نہیں ہوتا۔

۳۔ محض الفاظ کا اتنا اثر نہیں جتنا کہ اس طرز کا ہوتا ہے جس سے الفاظ کو ادا کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی کو نفرت اور حقارت آمیز لہجہ میں کچھ کہا جائے تو اس سے جذبات کو زیادہ ٹھیس لگتی ہے۔ جھگڑے ہیں عموماً فساد میاں بیوی کی گفتگو کے اصل الفاظ سے اتنے نہیں ہوتے جتنے کہ اسکی طرز بیان (ٹون) سے ہوتے ہیں

۴۔ جو لوگ ہر وقت بیکار رہیں۔ اور دماغ کو کسی خاص مقصد کی طرف نہ لگائیں۔ اور ہر وقت انفعالی (پیسو) حالت میں رہیں ان پر تعریض خارجی کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

۵۔ کہ تعریض اگر فوراً کر دی جائے تو ایمان دار شخص اسکو رد کر دیتا ہے۔ لیکن اگر موقع پاکر وہی تعریض کسی خاص طرز۔ انداز اور حکمت عملی سے کیجائے تو پھر ایماندار کے پاؤں بھی اکھڑ جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی منافق کسی مومن کو کہے کہ فلاں صیغہ کا ناظر جو ہے وہ بد دیانت ہے تو وہ اس تعریض کو فوراً رد کر دیگا۔ لیکن فرض کرو اسی کمزور ایمان والے کا کوئی مقدمہ محکمہ قضا میں ہو۔ جس میں اسکے خلاف فیصلہ کا امکان ہو۔ تو اسوقت حکمت عملی سے اگر منافق اسکے دل میں بدظنی کا بیج داخل کر دے تو وہ جلدی جڑھ پکڑ جائیگا۔ اور بڑھتے بڑھتے پھر وہ اتنی ترقی کریگا کہ کارکنوں کے بعد خلیفۂ وقت پھر نبیؑ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی بدظنی شروع کر دیگا۔ پس کسی تعریض کو بغیر تحقیقات اور سوچ کے ہرگز دل میں جگہ نہیں دینی چاہئیے۔

۶۔ یہ جو عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں بچے کو نظر لگ گئی ہے۔ اس لئے روتا ہے۔ یہ وہم نہیں بلکہ علمی بات ہے یہ بھی بڑوں کے خیالات کی رو (تعریض خارجی) کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر بچے کو دم کر دیا جائے۔ احادیث نبویؐ سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

یہ بھی خیالات کا ہی اثر ہے کہ ڈاکٹر اگر سادہ پانی یا راکھ اٹھا کر مریض کو دے اور کہدے اس سے ضرور فائدہ ہوگا تو اسکو فائدہ ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ سادہ پانی سے بے خوابی کے مریضوں کو نیند لائی گئی ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبض والوں کو اجابت کرائی گئی ہے۔

۷۔ حقیقی خوشی کا مدار اسی بات پر ہے کہ اثر دیا جائے اور اثر لیا بھی جائے۔ میاں بیوی۔ دوست اور آقا و غلام کے تعلقات بھی ٹھیک رہ سکتے ہیں جب کچھ باتیں مانی جائیں اور کچھ منوائی بھی جائیں۔

۸۔ یہ بھی خیالات کا ہی اثر ہے کہ بعض لوگ غم کے موقعوں پر بھی طبیعت کو بشاش رکھتے ہیں۔ مگر کئی کروڑپتی چند ہزار روپیہ کے نقصان پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ انکے دل پر اصلی نقصان کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ نقصان کے خوف کا۔

۹۔ یہ بھی تعریض خارجی کا ہی اثر ہے۔ کہ جس سے محبت ہو۔ (حقیقی یا مجازی) اسی کے رنگ میں رنگین ہونے کو جی چاہتا ہے۔

۱۰۔ کاروبار میں بھی تعریض کو بہت دخل ہے۔ دوکاندار وہ کامیاب ہوتا ہے۔ جو چیز کو اسی قیمت پر بیچ کر چھوڑے جس پر کہ گاہک پہلے لینے کو تیار نہ ہو۔ گاہک وہ ہوشیار ہوتا ہے۔ جو دوکاندار کو ایسی قیمت پر مال چھوڑنے پر رضامند پھر کرلے جسپر بعد میں دوکاندار کو کفِ افسوس ملنا پڑے۔

۱۱۔ جب انسان کسی مجمع میں ہو۔ تو اسوقت وہ ایسی تعریض کا اثر بھی قبول کر لیتا ہے جسکو وہ اکیلے ہرگز قبول نہ کرتا۔ چنانچہ جلوس وغیرہ کے موقع پر بعض شرمیلی طبع لوگ بھی جرأت کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

۱۲۔ ایسے مجمع میں جہاں انسان کا قلبِ عامل دیگر خیالات اور تفکرات سے آزاد ہو۔ اور ایک قسم کی انفعالی (پیسو) اور سکون کی حالت ہو اس میں تعریض خارجی کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے۔ مثلاً لوگ کسی سینما میں مزے سے تصاویر دیکھ رہے ہوں۔ اگر بلند آواز سے بولو۔ "آگ لگ گئی" تو فوراً سب لوگ بھاگنا شروع کر دینگے۔ اور تمام تہذیب اور ایٹی کیٹ بھول کر عورتوں اور بچوں کو پاؤں میں روندتے ہوئے دروازہ کی طرف قصد کرینگے۔ اور کوئی بھی ایک سیکنڈ کے لئے یہ خیال نہ کریگا کہ تحقیقات تو کر لیں آیا واقعی آگ لگی بھی ہے یا نہیں۔

تعریض باطنی کے اثرات } تعریض باطنی سے مراد وہ خیالات تصورات اور جذبات ہیں جو انسان کے اپنے قلب غیر عامل سے اٹھ کر اسکے خیالات اور افعال پر اثر ڈالتے ہیں۔ تعریض باطنی کے اثرات کا ذکر کرنے سے قبل خیال اور تصور کے متعلق دو اصولی باتیں بتانی ضروری ہیں۔ خیال اور واقع میں یہ فرق ہے کہ خیال میں۔ - - - - - - - -

خیال اور واقع میں فرق } - - - انسان کی صرف ایک حس شامل ہوتی ہے مگر واقع کی کئی حسیں تصدیق کرتی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اندھیرے میں یہ خیال کرے کہ فلاں جگہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی آدمی کھڑا ہے۔ لیکن فی الواقع کوئی شخص وہاں موجود نہ ہو۔ تو اگر وہ اس شخص کو پکڑنے کی کوشش کریگا تو اسکا ہاتھ کچھ محسوس نہیں کریگا۔ اگر فی الواقع کوئی شخص وہاں کھڑا ہوتا تو قوت لامسہ آنکھ کی تائید کرتی۔ پس خیال کی تصدیق اگر مثلاً آنکھ یا کان کرے۔ تو ہاتھ اسکو جھٹلا دیتا ہے۔ مگر واقعہ میں جو چیز ہو اسکی شکل آنکھ دیکھتی ہے کان اسکی آواز کو سن سکتا ہے۔ ہاتھ اسکی سختی کو محسوس کرتا ہے۔

تصویر کے متعلق دو اصولی باتیں یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کو ہم نے پہلے دیکھا نہ ہو۔ اسکا جو نقشہ تصور سے ذہن میں لایا جاتا ہے وہ ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی نے لنڈن دیکھا نہ ہو۔ اور نہ ہی تصویروں وغیرہ میں اسکی عمارات یا مناظر کو دیکھا ہو۔ تو وہ اسکے متعلق تصور کے زور سے ذہن میں ایک نقشہ قائم کریگا۔ اور جب لنڈن پہنچکر وہ شخص اصلی عمارات کو دیکھیگا تو وہ اپنے تصور کو بالکل غلط پائیگا۔ اسمیں حکمت یہ ہے کہ انسان تصور کے ذریعے سے خدا کی شکل بھی ذہن میں نہ بنالے۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کو دیکھا نہ ہو۔ مگر اسکے حسن و احسان کی وجہ سے اسکے دیکھنے کا اشتیاق ہو اسکا نقشہ ذہن میں بنا لیتا ہے۔ اب اگر یہ نقشہ صحیح ہوتا تو ہر انسان اپنے خیالات کے مطابق اس وراء الوراء ہستی کا نقشہ جسکو یہ مادی آنکھیں اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں۔ بنا لیتا۔ اور کہا جا سکتا تھا۔ کہ خدا کی ذات۔ شکل اور صفات وغیرہ کا عقیدہ انسانی دماغ کی اختراع ہے۔

تصور کے متعلق ایک اور اصولی بات یہ ہے کہ تصور میں عموماً مزیدار پہلو غالب ہوتا ہے۔ اور تکلیف کا پہلو قریباً نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کا بحری سفر کرنے کا ارادہ ہو۔ تو وہ تصور کریگا کہ جہاز پر بیٹھینگے سمندر کا نظارہ ہوگا۔ لہروں کا منظر دلکش ہوگا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ مگر وہ یہ تصور نہیں کریگا کہ ٹکٹ خریدتے وقت دھکے پڑینگے۔ طبی معائنہ کے وقت دھوپ میں کھڑے رہنا پڑیگا۔ چونگی والے تنگ کرینگے۔ اسباب کو کرین سے چڑھانے میں قدرے نقصان ہوگا۔ تختہ جہاز پر سوار ہوتے وقت مسافروں کی کشمکش ہوگی۔ پھر جگہ لیتے وقت دنگہ فساد ہوگا۔ بحری بیماری (جو الٹی متلی وغیرہ کی صورت میں نمودار ہوتی ہے) کا بھی شکار ہونا پڑیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس انسان طبعاً چونکہ آرام چاہتا ہے۔ اور مشقت اسکو تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے وہ تصور میں تکلیف کا پہلو نظر انداز کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب کام سر پر پڑتا ہے اور معاملہ کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور مزا اور تکلیف دونو پہلو پیش نظر ہوتے ہیں تو انسان اس فعل کو اپنے خیالات۔ تصورات اور خواہشات کے خلاف پاکر مایوس ہو جاتا ہے۔ اور ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے۔

پس ہم کو چاہیئے کہ جب کسی آئندہ کام کے متعلق ذہن میں نقشہ جمائیں۔ تو اسکے روشن اور تاریک دونو پہلوؤں کو مدنظر رکھیں۔ اور محض روشن پہلو کا تصور کر کے ذہنی لذت نہ لیتے رہیں۔ تاکہ بعد میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام کو کرتے وقت مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

خیالات کا کیریکٹر پر اثر

خیالات کا ہماری زندگی پر بہت اثر ہے۔ بیرونی اور اندرونی دونو قسم کے خیالات انسان کے اعمال کو رنگین کرتے رہتے ہیں۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کے خیالات ہی اس کا چال چلن اور کیریکٹر بناتے ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ خیال تو محض خیال ہے اسکی کیا حقیقت ہے۔ مگر یہ بالکل سچی بات ہے کہ یہ بے حقیقت چیز ہی انسان سے بڑے بڑے نیکی اور بدی کے کام کرواتی ہے۔ جو خیالات انسان کے دل میں اکثر آئیں اور وہ اسکے قلب پر ہر وقت غالب رہیں۔ اسی قسم کے افعال اس سے سرزد ہونگے۔ وہی اعمال بار بار کئے جائیں تو اسکا نتیجہ عادت ہے۔ اور عادات کے مجموعہ کا نام چال چلن یا کیریکٹر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس قسم کے خیالات انسان کے قلب پر قابض رہیں ویسا ہی اسکا چال چلن ہوگا۔

محض کسی خیال کا دل میں آنا جو عارضی طور پر ہو۔ اور جس کو فوراً دل سے نکال دیا جائے۔ اعمال پر اثر نہیں ڈالتا پس اگر بدی کا خیال دل میں آئے اور انسان بجائے اسکو نشوونما دینے کے فوراً دل سے نکال دے۔ تو یہ بدی نہیں بلکہ نیکی ہے۔ اسلام اس لحاظ سے دیگر ادیان سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے کہ اس نے دل کے خطرات اور عزیمت میں فرق کیا ہے۔ اور خطرات کو گناہ قرار نہیں دیا۔

دل کے خطرات اور عزیمت میں فرق

اگر کسی کے دل میں بدی کا خیال پیدا ہو اور وہ اسکو فوراً نکال دے۔ تو اسکا نام گناہ نہیں۔ ہاں اگر وہ اس خیال کو بار بار دل میں لائے۔ اسکی نشوونما کرے۔ اسکے متعلق دیگر تجاویز سوچنے لگے اور اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کا عزم اور ارادہ کرلے تو یہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم۔ اسلام نے مختلف اعضاء کے گناہ کا ذکر کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ یعنی کان۔ آنکھ۔ دل۔ سب سے سوال کیا جائیگا۔ پس دل کا بھی گناہ ہے۔ خواہ وہ عمل میں ظاہر نہ ہو۔ فرماتا ہے لا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن۔ خواہ وہ گناہ ایسا ہو کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو سکے۔ مثلاً غصہ۔ کینہ۔ بدلہ لینے کا عزم وغیرہ خواہ وہ اپنے بد ارادوں میں کامیاب نہ ہو۔ اور انکو سینہ میں رکھ کر ہی قبر میں داخل ہو جائے پھر بھی سوال ہوگا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ پولیس اور شریعت کے قانون میں یہ فرق ہے کہ پولیس اسوقت پکڑتی ہے۔ جب کسی کے بد ارادے کا دوسرے پر عملاً اثر پڑے۔ مگر شریعت بدی کے منبع کو پکڑتی ہے اور دل میں بد ارادے پر بھی مواخذہ کرتی ہے پس حقیقی مومن جو ہوگا وہ کبھی پولیس کی گرفت میں آئیگا ہی نہیں۔

انما الاعمال بالنیات

گناہ عمل کا نام نہیں۔ بلکہ اس نیت کا نام ہے جسکی طرف قلب مائل ہوتا ہے۔ ایک شخص کے دل میں بدی کا خیال آتا ہے۔ وہ اس خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے۔ اسکی نشوونما کرتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجاویز سوچتا ہے۔ اور اسپر عمل کرنے کا پکّا ارادہ اور پختہ عزم کرلیتا ہے۔ اس بدی کے تصوّر میں لذّت لیتا ہے کوشش کرنے پر ناکام ہوتا ہے۔ اور دل میں حسرت لیکر مر جاتا ہے۔ تو یہ شخص گنہگار مرتا ہے خواہ اسکے بد ارادہ کا کسی پر عملاً اثر نہ پڑا ہو۔ اسی طرح ایک شخص دل میں نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسکو دل میں جگہ دیتا ہے۔ اسپر عمل کرنیکا پختہ ارادہ اور نیّت کرلیتا ہے۔ اسپر عمل کرنے کے لئے صحیح اور لمبی کوشش بھی کرتا ہے مگر اسباب کی کمی یا کسی دماغی یا سماوی عارضہ وغیرہ کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے۔ تو اسکو نیکی کا ثواب ملیگا۔ خواہ اس کا یہ نیکی کا خیال۔ اور ارادہ اس کی زندگی میں عملی جامہ پہن سکے۔ حدیث نبوی انما الاعمال بالنیّات میں اسی فلاسفی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اصل نیکی نیت ہے۔ خواہ وہ عملاً ظاہر نہ ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ اسکے لئے صحیح اور لمبی کوشش کی جائے اور کسی واقفکار مثلاً خدا کے فرستادہ یا اسکے جانشین کی ہدایات کے ماتحت کی جائے؛

ایک شخص دل میں بدی کا عزم کرکے اسپر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہوتا تو اس نے گناہ کیا ہے۔ اسکے برخلاف ایک شخص بغیر نیت اور ارادہ کے وہی کام کرلیتا ہے تو وہ گنہگار نہیں۔ مثلاً کوئی شخص اس خیال سے کہ کوئی نامحرم گذر رہی ہے اسکو دیکھنے کے لئے آنکھ اُٹھائے۔ مگر بعد میں معلوم ہو کہ وہ تو کوئی مخنث زنانہ لباس میں تھا۔ تو گو اس نے عملاً نامحرم کو نہیں دیکھا۔ مگر اس پر مواخذہ ہوگا۔ اسکے برخلاف اگر کسی شخص کی نظر اچانک کسی نامحرم پر جا پڑے تو گو اس نے عملاً نامحرم کو دیکھا (جو ناجائز ہے) مگر چونکہ اس میں اسکی نیّت اور ارادہ کو دخل نہ تھا اسلئے اسپر مواخذہ نہیں ہوگا ؛

قلبی خیالات کا اثر (۱) اسکے بعد عاجز تعریف باطنی (قلب کے خیالات) کے بعض اثرات بیان کردیتا ہے انسان خیالات کی وجہ سے بھی اپنی زندگی کو دوزخ یا بہشت کا نمونہ بناتا ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر انسان اپنی دوزخ یا بہشت خود بناتا ہے۔ اور اسی دنیا سے ہی انکا مزا چکھنا شروع کردیتا ہے ایک کروڑپتی یا شہنشاہ ہے۔ لاکھوں سامان عیش و عشرت کے ہیں۔ مگر قلب میں اطمینان نہیں۔ ہر وقت مال کے نقصان کا خوف یا حکومت کے جانے کا خطرہ ہے۔ پس ایسا شخص باوجود ہر قسم کی راحت اور خوشی کے سامان مہیّا ہونے کے دوزخ میں ہے۔ اسکے برخلاف ایک فقیر منش آدمی ہے۔ معمولی غذا کھاتا معمولی کپڑا پہنتا ہے۔ اسکا قلب خدا کے فضل کے جذبات سے پُر اور اسکے احسانات کے خیالات سے لبریز ہے۔ اسکے پاس جو رضاء الٰہی کی دولت ہے۔ اسکے متعلق اُسے کسی چوری یا فنا کا اندیشہ نہیں۔ پس وہ باوجود غربت کے بہشت میں ہے ؛

(۲) انسان اگر اپنے قلب کے خیالات کو قابو میں رکھ سکے تو اسکی زندگی خوشگوار ہوسکتی ہے۔ مگر کئی ہیں جنکو قلب کے خیالات پر قابو نہیں۔ وہ اپنی توجہ کو ۵ منٹ کے لئے بھی ایک بات کی طرف نہیں لگا سکتے۔ انکے خیالات ہر وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پراگندہ رہتے ہیں۔ پس وہ قلب کی مفید تحریکوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اور باوجود نیک اُمنگیں اور پاک ارادے رکھنے کے نیکی نہیں کما سکتے۔

(۳) بعض لوگ پچھلے نقصان کے واقعات کو بار بار دل میں لاکر کُڑھتے رہتے ہیں۔ اور غم کھاتے ہیں۔ انکی زندگی بدمزہ ہوجاتی ہے۔ انکی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ انکی ہمت پست ہوجاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو پچھلے واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور پچھلے تجارب سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ مگر ان واقعات پر رونے دھونے کا کیا فائدہ؟

(۴) یاس اور ناامیدی دل سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ انسان کی ہمت اور ارادہ کے لئے سمّ قاتل ہے۔ ناامید آدمی نہ صرف اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا بلکہ اسکے دل و دماغ کو بھی اس سے نقصان ہوتا ہے اور بعض عصبی امراض لگ جاتی ہیں۔ کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ امید۔ اور اُمنگ کا پہلو غالب ہو۔ انبیاء علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اسکی بشارتوں پر شمس نصف النہار کی طرح ایمان اور یقین ہوتا ہے۔ اپنی قوم میں امید اور اُمنگ کی زبردست رَو جاری کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ باوجود قلیل التعداد ہونے کے ساری دنیا کو قابو میں کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تایئسو من روح اللہ اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے الایمان بین الخوف والرجاء (خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے)

(۵) بعض لوگوں میں قلب کے خیالات اتنے غالب ہوتے ہیں کہ کسی واقعہ کے ظہور سے قبل ہی انکو ضعف ہونے لگتا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کو کہیں سے تار آجائے تو اسکو کھول کر پڑھنے سے قبل ہی انکا رنگ فق ہوجاتا ہے کہ الٰہی خیر ہو۔ حالانکہ ممکن ہے اس میں امتحان میں کامیابی کی ہی خبر ہو۔ اسی طرح بعض کمزور طبع لوگ جب جہاز پر سوار ہوتے ہیں تو جہاز ابھی گودی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کا رنگ زرد ہوجاتا ہے۔ متلی اور قے شروع ہوجاتی ہے۔ اسی طرح وبا کے ایّام میں بعض لوگوں پر خوف کا پہلو ایسا غالب ہوتا ہے۔ کہ انکو باوجود پوری احتیاط اور صفائی وغیرہ کے اہتمام کے مرض لگ ہی جاتا ہے۔ پس قلب کے ان مُضر خیالات کو روکنا چاہیئے۔

توجہ سے امراض کسطرح پیدا ہوتی ہیں بعض لوگوں کو معمولی مرض ہوتا ہے مگر وہ اپنے علم کو بڑھانے اور نیم ڈاکٹر نام لکھوانے کے لئے ہر وقت اپنے معالج سے اپنی مرض کی تشریح اسکی باریکیاں۔ اسباب۔ اسکے عوارضات اور نتائج کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی اور عارضہ لاحق ہوجاتا ہے۔ بعض وہمی لوگوں کو محض اپنے تخیّل اور تصوّر کی وجہ سے کئی امراض لگ جاتی ہیں۔ مثلاً رات کو سوتے سوتے بائیں کروٹ بدلی۔ اور دل پر ذرا دباؤ پڑا جس سے معمولی دھڑکن محسوس ہوئی۔ پس فکر پڑھ گیا۔ یہ کیا ہوگیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھکو تو دل کی دھڑکن شروع ہو گئی ہے۔ اس وہم میں پھر اسقدر ترقی ہوتی ہے کہ واقع میں مرض لگ بھی جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا صرف اتنا علاج تھا کہ دائیں کروٹ لیٹ کر اس خیال کو دل سے نکال کر سو رہتے۔ اسی طرح کبھی مثلاً معمولی رنج وغیرہ سے کمر کے پٹھوں میں درد ہوا۔ کسی ڈاکٹر سے سنا ہوا تھا۔ کہ کمر کے نیچے آخری پسلی کے نیچے گردے ہوتے ہیں بس فوراً ذہن گردوں کی درد کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور خیال کرنے لگے کہ مجھ کو گردوں کا مرض ہو گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مرض سچ مچ ہی لگ جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ توجہ سے وہ افعال جو بغیر احساس کے ہو رہے ہوتے ہیں۔ انکا احساس ہونے لگ جاتا ہے۔ جسکے نتیجہ میں اس مقام کی طرف دوران خون تیز ہو کر مرض شروع ہو جاتا ہے ؁

(۷) بعض لوگ جن کی زبان میں خفیف لکنت ہو بعض دفعہ تعریض باطنی کی وجہ سے بالکل بول نہیں سکتے۔ ان کو اس بات کا خوف لاحق ہو جاتا ہے (جو بالکل بے بنیاد اور فرضی ہوتا ہے) کہ انکی زبان رک جائیگی عورتیں اس میں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔ ایک مرض ہے جسکو ہسٹیریا کہتے ہیں۔ اس کا اثر بعض دفعہ حلق کے پٹھوں پر ہوتا ہے اور مریضہ بول نہیں سکتی۔ اسکی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ حلق کے پٹھے بوجہ کسی مرض کے سن ہو گئے ہیں بلکہ محض قلبی خیال اور تعریض باطنی یا نہ بول سکنے کا خوف غالب ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ کسی طرح اسکے جذبات کو ابھار کر قلب عامل سے یہ فرضی خوف دور کر دیا جائے۔ چنانچہ خطرہ کے وقت بعض دفعہ ایسے مریضوں کا حلق درست ہو جاتا ہے اور وہ اچانک چلا اٹھتے ہیں۔ مثلاً رات کو اگر ایسی مریضہ کے گھر چور گھس آئے تو وہ بے اختیار بول اٹھیگی۔ پکڑو پکڑو۔ چور، چور، - یا اسکے جذبات کو کسی اور طرح حکمت عملی سے ابھارا جائے تو بھی کامیابی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسکے متعلق دہلی کے ایک حکیم صاحب کا ایک واقعہ ہے۔ واللہ اعلم کہاں تک درست ہے مگر ہے معنی خیز۔ سنا جاتا ہے کہ ایک مریضہ جسکے حلق پر ہسٹیریا کا حملہ تھا اور اسکی آواز بند تھی انکے پاس بغرض علاج آئی۔ خاوند ساتھ تھا۔ حکیم صاحب مرض کی تہ کو پہنچ گئے۔ خاوند کو سمجھا دیا کہ میں بغرض علاج تمہاری بیوی کے حیا اور شرم کے جذبات کو ٹھیس لگاؤنگا۔ تم بدظنی نہ کرنا۔ چنانچہ اسکو برآمدے میں کھڑا کر کے حکیم صاحب اندر گئے اور مریضہ کے ازار بند کو پکڑنے کا قصد کیا۔ اس نے شور مچا دیا۔ "دوڑو اور میری عصمت کو بچاؤ" خاوند فوراً اندر آیا۔ حکیم صاحب کی فراست اور قابلیت کی داد دی۔ اور بیوی کو گھر لے گیا۔

(۸) تعریض باطنی یعنی جھوٹا خوف اور وہم کے مہلک اثرات مندرجہ ذیل واقعات سے بخوبی واضح ہو سکتے ہیں۔

(۱) ایک غیر ملکی جسکو اس بات کا علم تھا کہ سائبیریا میں اتنی سخت سردی پڑتی ہے۔ کہ بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک سائبیرین ریلوے میں سفر کر رہا تھا۔ اسپر سردی کا وہم اسقدر غالب ہوا کہ وہ ٹھٹھر کر مر گیا۔ صبح کو جب پولیس نے ریل کے کمرے کا درجۂ حرارت تھرمامیٹر سے لیا تو معلوم ہوا کہ اسکا ٹمپریچر انسان کو زندہ رکھنے کے لئے کافی تھا:

(ب) تجربہ کے طور پر دو کمرے تیار کیئے گئے۔ ایک کو اچھی طرح جراثیم کُش ادویہ سے صاف کیا گیا اور دوسرے میں اپنے ہاتھ سے ہیضہ کے جراثیم پھینکے گئے۔ اور دو آدمیوں کو ان میں رکھا گیا۔ جس کو ہیضہ سے آلودہ کمرہ میں رکھا گیا۔ اسکو کہا گیا کہ یہ کمرہ بالکل اچھا اور صاف ہے تم بے فکر ہو کر پڑے رہو۔ دوسرا جسکو صاف کمرہ میں رکھا گیا تھا۔ اسکو کہہ دیا گیا۔ کہ اس کمرہ میں ہیضہ کے جراثیم ہیں ذرا احتیاط سے رہنا۔ صبح کو دیکھا گیا۔ تو صاف کمرے والا شخص ہیضہ سے بیمار پڑا تھا اور ہیضہ کے جراثیم والے کمرے والا بالکل تندرست تھا۔ یہ جھوٹے خوف اور وہم۔ اور دوسری طرف مضبوط قوت ارادی کا نتیجہ تھا:

(ج) ایک شخص جس کو پھانسی کا حکم ہو چکا تھا۔ تجربہ کے لئے لایا گیا۔ اسکو کہا گیا کہ تمہاری گردن میں چاقو سے زخم کر کے خون بہا کر تم کو مارا جائیگا۔ اسکے سر اور منہ کو اس طرح ڈھانپ دیا گیا کہ وہ صرف اپنے پاؤں کو دیکھ سکتا تھا۔ اسکو تختہ پر کھڑا کر کے پاؤں کے پاس ایک خالی پیالہ رکھ دیا گیا۔ اسکے بعد معمولی نوک کے ساتھ اسکی گردن پر خفیف سا زخم کیا گیا۔ جس سے اسکی جلد چھل گئی اور خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ اوپر سے گرم پانی جسکا رنگ لہو کی مانند سُرخ تھا۔ بہانا شروع کر دیا جو پیالہ میں اکٹھا ہوتا گیا۔ جب پیالہ میں سیر ڈیڑھ سیر پانی جمع ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ملزم فوت ہو چکا تھا۔ اس میں گو تعریض خارجی کا بھی دخل تھا۔ مگر موت کا حقیقی سبب تعریض باطنی یا اندرونی خوف ہی تھا:

(۹) بعض لوگ جن کے جسم میں طاقت کافی ہوتی ہے۔ کسی کام کو شروع کرنے سے قبل ہی تکان محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اُس کام کو بخوبی کر سکتے تھے۔ یہ بھی قوت ارادی کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ چونکہ انکو اس بات کا جھوٹا خوف اور خیال ہوتا ہے۔ کہ تکان ہوگی اسلئے اُن کو ضرور تکان ہو جاتی ہے:

(۱۰) بعض لیکچرار جن کے دل میں خوف پیدا ہو جائے کہ وہ سامعین کے سامنے بول نہیں سکینگے۔ وہ ضرور ناکام ہوتے ہیں۔ حالانکہ انکو بولنے کی کافی مشق ہوتی ہے۔ مگر انکا خوف انکو ناکام کر دیتا ہے:

(۱۱) بعض لوگ جن کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم اخلاقی لحاظ سے کمزور ہیں۔ ہماری کانشنس گندی ہے۔ ہم بدی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ وہ بدی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ضرور اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر انسان کو یقین ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پاک فطرت دیکر پیدا کیا ہے۔ اسلئے مجھے قلب کی سیاہی اور آلائش سے محفوظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنا چاہیئے تو وہ بدی کا مقابلہ بوجہ اپنی قوت ارادی کے کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ اسلام نے توبہ کا دروازہ اسی واسطے موت تک کھلا رکھا ہے تا کمزور انسان یہ خیال نہ کر بیٹھے کہ معافی تو ملتی نہیں چلو دل کھول کر بدیاں کر لو۔ گویا اس طرح مایوسی کی جڑ کاٹ دی ہے۔ کیونکہ مایوسی بہت سے گناہ کرواتی ہے ؂

(۱۲) بعض لوگ اندھیرے میں باہر نکلنے سے ڈرتے ہیں۔ یہ بھی تعریض باطنی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر رات کو کوئی کپڑا دیوار پر لٹک رہا ہو تو وہ خیال کرتے ہیں کوئی چور کھڑا ہے۔ اور ڈر جاتے ہیں ؂

(۱۳) جس طرح اپنی باطنی توجہ سے امراض پیدا ہوتی ہیں اسی طرح باطنی توجہ سے امراض کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے خواب کے ذریعے پرانی عادات چھوڑ دی ہیں۔ ایک شخص کو افیم کی عادت تھی۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ ایک رات اس نے اپنی فوت شدہ والدہ کو جس سے اسکو بہت محبت تھی رؤیا میں دیکھا والدہ خواب میں روئی اور اسکی منت کی کہ یہ خراب عادت چھوڑ دو۔ صبح کو اٹھا اور افیم کی بوتل اور مارفیا کی پچکاری سب کو توڑ دیا۔ اور اسکے بعد افیم یا مارفیا کا نام تک نہ لیا۔ ایک لڑکی نے رات کو رؤیا میں دیکھا کہ اسکے پیارے کتے کو گائے سینگ مار رہی ہے لڑکی نے گائے کو مکے مار مار کر ہٹا دیا۔ اس خواب کا اسپر اتنا اثر تھا کہ صبح اٹھی تو دیکھا کہ اسکا دہنا ہاتھ سن ہو گیا ہے اور حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ بھی بعض اندرونی خیال اور خوف کا نتیجہ تھا ؂

(۱۴) بعض معمولی امراض توجہ کو اور طرف لگانے سے دور ہو جاتی ہیں۔ حکیم پاسکل کو جب دانت کا درد تنگ کرتا تو وہ حساب کے کسی پیچیدہ سوال کو حل کرنا شروع کر دیتا۔ اور درد بند ہو جاتا۔ پروفیسر کینٹ کو جب سر درد ہوتا تو وہ کسی علمی کام کی طرف توجہ مبذول کر دیتا اور افاقہ ہو جاتا ؂

(۱۵) بعض لوگوں کو قبض کی شکایت رہتی ہے۔ مگر یہ کسی مرض کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ محض انکی قوت ارادی کی کمزوری اور عدم اجتماع توجہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ انکو جلاب (مسہل) پر زور دینے کی بجائے اپنے ارادہ کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ اور توجہ کو ایک طرف قائم رکھنے کی مشق کرنی چاہیئے۔ مگر غرض سے کہ حقہ یا سگرٹ نوشی سے اس میں مدد لینی مضر ہے۔

(۱۶) **بے خوابی کا علاج** بعض لوگوں کو خصوصاً جنکا دن اہم ذمہ داری اور تشویش کے کاموں میں گذرتا ہے رات کو نیند نہیں آتی۔ سونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کوئی کاروبار کا مسئلہ دماغ میں آ گھستا ہے۔ اسکو ذہن سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو کوئی اور خیال پیدا ہو جاتا ہے غرضیکہ اسی طرح آدھی رات بلکہ خیالات کے ساتھ جنگ ہوتی رہتی ہے۔ پھر بعض کو یہ فکر لاحق ہوتا ہے۔ کہ اگر جلدی نیند آئی تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صبح آنکھ دیر سے کھلیگی۔ امتحان کے دن ہیں۔ نیند پوری نہ ہوئی تو دن کو پرچے کیسے لکھوں گا۔ اس خیال سے وہ زور دیتا ہے کہ ٹھیک دس بجے آنکھ لگ جائے مگر اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فکر اور بڑھتا ہے۔ اور نیند نہیں آتی۔ خاکسار راقم کو بھی اسکا تجربہ ہے۔ کہ جتنا زیادہ نیند کا فکر ہوتا اتنی ہی دیر سے آنکھ لگا کرتی تھی۔ اسکا علاج یہ ہے کہ اس فکر اور خیال کو دل سے نکال دو کہ نیند نہ آئیگی۔ پس جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر لیٹ جاؤ آنکھیں بند کر لو اور لمپ بجھا دو۔ نیند کو زور سے لانے کی کوشش نہ کرو۔ اور دماغ میں بجائے خیالات کے ساتھ جنگ کرنے کے سکون کی حالت پیدا کرو۔ پھر نیند جلدی آجائیگی۔ مسٹر گلیڈ سٹون کو رات کے وقت بھی پارلیمنٹ کے کسی ضروری بل کا خیال آتا تو وہ اپنے دل کو کہتا جانے دو اسوقت اسکے متعلق غور کرنے کا کیا فائدہ۔ دن اس کام کے لئے تھوڑا ہے۔ بس سو جاؤ ✣

(۱۷) جن لوگوں کو ہر وقت غم۔ فکر کھانے۔ کڑھتے رہنے کی عادت ہو۔ اور ہر وقت تردد اور کشمکش میں دن گذرے اُن کو رات کو سوتے وقت اپنے خیالات کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ سونے سے قبل دل میں خیال لائے۔ کہ غم کھانا بے سود ہے۔ اور قلب غیر عامل میں اس خیال کو جگہ دے۔ پھر سو جائے۔ یہ خیال ساری رات دماغ میں نشوونما پاتا رہیگا۔ اور دن کو جب وہ شخص اُٹھیگا۔ اس کی طبیعت بشاش ہوگی۔ اسی طرح روزانہ سونے سے قبل کرے ✣

(۱۸) بعض لوگوں کے دلوں میں گندے خیالات آتے رہتے ہیں۔ اور وہ باوجود کوشش کے ان کو نکال نہیں سکتے۔ اس کا طریق یہ نہیں ہے کہ زور دیکر انکو نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح قلب اور دماغ کے درمیان تصادم شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ طبیعت کو نرم کر دو۔ اور اس خیال کو خود بخود نکلنے دو۔ جب ذرا سکون کی حالت پیدا ہو جائے فوراً دماغ کو کسی نیک کام کی طرف لگا دو۔ اِنَّ الحسنات یذھبن السیئات۔ بد خیال کو نکالنے کا طریق یہ نہیں ہے کہ اس کو زور سے نکالا جائے بلکہ اصل طریق یہ ہے کہ دماغ میں سکون اور انفعالی ([illegible]) حالت پیدا کرے فوراً نیک کام کی طرف توجہ مبذول کر دی جائے ✣

(۱۹) بعض فلسفیوں کا خیال ہے کہ نماز اور دُعا جو اللہ تعالٰی کے حضور کی جاتی ہے۔ اس کے اثرات بھی تعریض باطنی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یعنی انسان کی قوّتِ ارادی مضبوط ہو جاتی ہے اور وہ کام کو چونکہ پختہ عزم اور ارادہ سے کرتا ہے اس لئے وہ ضرور پورا ہو جاتا ہے۔

اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ دُعا تعریض باطنی (آٹو سجسشن) کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ تعریض باطنی سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جو شرط ہے وہ دُعا میں نہ صرف مفقود بلکہ اسکے بالکل برعکس ہوتی ہے مثلاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعریض باطنی کے لئے ضروری ہے کہ عامل کو اس بات پر پورا پورا یقین ہو کہ اسکے اندر کوئی ایسی مخفی طاقت ہے جس سے وہ اس کام کو ضرور کر لیگا۔ لیکن دُعا میں انسان کو اپنی طاقت پر بالکل بھروسہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی قدرتوں پر یقین کامل ہوتا ہے۔ یعنی توکّل کرنا پڑتا ہے۔ ان میں اور بھی اصولی فرق ہیں۔ مگر اُن کی تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں (مفصل ملاحظہ ہو مضمون "شفا بذریعہ دُعا اور علم توجہ" مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۲)

"قوت متخیلہ" اور تمدّنی زندگی کے متعلق بعض اسلامی احکام۔

خیالات کے متعلق بعض اصولی باتیں بتانے کے بعد اب عاجز بعض اسلامی تمدّنی احکام کی حکمت مختصراً بتانا چاہتا ہے۔ واللہ الموفق۔

(۱) **فحش گالی دینا** اسلام کی رُو سے فحش گالیاں دینا منع ہے۔ یوں تو کوئی شریف آدمی خواہ وہ کسی مذہب کا ہو گالی دینا پسند نہیں کرتا۔ لیکن ذاتی عیب کے علاوہ اس میں ایک تمدّنی خطرہ بھی ہے۔ فحش گالیوں کے سُننے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم میں سے حیا مٹ جاتا ہے۔ حیا دو قسم کی ہوتی ہے ایک قولی دوسری فعلی۔ جب کسی فحش لفظ کو انسان زبان سے ادا کرنے میں حیا محسوس نہ کرے، تو آہستہ آہستہ پھر وہ عمل میں بھی اس فعل میں شرم نہیں کرتا۔ فحش الفاظ جب بچّوں کے کانوں میں بار بار پڑیں۔ تو انکے لئے چونکہ ان الفاظ میں اعجوبہ ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ اسکے متعلق تجسّس کرتے اور خیال دوڑاتے ہیں۔ اور ذہن میں اس فعل کا نقشہ لاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کی توجہ پیش از وقت مخصوص اعضاء اور اُن کے افعال کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اور وہ انکا ناجائز استعمال شروع کر دیتے ہیں۔

(۲) **عشقیہ قصّے سُننا** اسی طرح اسلام نے بے تعلّق عشق و محبّت کی داستانوں اور قصّوں کو سُننے سے بھی منع کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اوّل تو اس طرح ناجائز تعلّق کے واقعات بیان کرنے سے بدمعاشوں کو بعض شریف گھرانوں کا علم ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہمارے مفید مطلب دو کانیں کہاں ہیں۔ جس سے بدی پھیلتی ہے۔ دوسرے اس طرح بے تعلّق محبّت کے قصّوں کے سُننے میں یہ بھی خطرہ ہے۔ کہ ان واقعات کو سُن کر بعض کمزور طبع لوگوں کو بدی کی تحریک ہوتی رہتی ہے وہ ان واقعات کے متعلّق خلوت میں غور کرتے اور ان کے تصوّر میں لذّت لیتے رہتے ہیں۔ جس سے ان کے شہوانی جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں۔ اگر کسی عورت کے متعلّق معلوم ہو جائے کہ اس کا کسی مرد سے ناجائز تعلّق ہے۔ تو پھر بعض شریروں کو جو اس بات کا علم ہونے سے قبل اس عورت کو چھیڑنے کی جرأت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کر سکتے تھے۔ دلیری سے اسکی طرف قصد کر سکتے ہیں۔ اس قصّہ کو سُننے سے قبل یوں اگر وہی عورت انکے پاس سے دن میں کئی دفعہ گذر جائے تو انکو بدی کا خیال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اسکے خراب چال چلن کا علم ہو جانے کے بعد اس کا تصوّر بھی ان کے جذبات میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے عشقیہ ناول پڑھنا اور برہنہ تصاویر دیکھنا بھی منع ہے +

(۳) نامحرم کے حُسن کی تفصیل حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ عورت ملعون ہے جو اپنے خاوند کے سامنے کسی نامحرم کے حُسن کی تفصیلات بیان کرتی ہے۔ اسمیں بھی یہی حکمت ہے کہ ایسی تفصیلات کو سُن کر پھر اُس وجود کو دیکھنے کی تحریک ہو جاتی ہے۔ الّا ماشاء اللہ۔ یہ فطرتی بات ہے اگر انسان کو پہلے کسی وجود کے نام کا علم ہو جائے۔ پھر وہ اس کی صفات کو سُن لے۔ تو وہ ذہن میں تصوّر کے ذریعے اس کا نقشہ بناتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ پھر وہ اس وجود کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اصل میں یہ کیفیت بندہ اور اللہ تعالیٰ کے تعلق کی ہے۔ جسکو بعض کمزور طبع لوگ عشق مجازی میں برباد کر دیتے ہیں +

(۴) بدی کی اشاعت قرآن کریم میں آتا ہے۔ لا یحب اللّٰہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔ کہ بدی کی اشاعت عام لوگوں میں نہیں کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی مظلوم ہو تو وہ عین ظلم کے وقت ظالم کے ہاتھ کو روکنے کے لئے کسی مددگار کو بلا سکتا ہے۔ اور اس کے بعد مظلوم کو بھی اجازت نہیں کہ عام لوگوں میں اسکا تذکرہ کرے۔ بلکہ وہ قاضی کے پاس جاکر باقاعدہ مقدمہ کرے۔ تا اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ آیا وہ واقعی مظلوم ہے یا نہیں۔ لوگوں کا عموماً قاعدہ ہوتا ہے کہ انپر اگر ظلم ہُوا ہو تو وہ محکمہ قضاء میں اسکو نہیں لیجاتے بلکہ غیر متعلق لوگوں اور عوام میں اسکا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض یونہی شریف گھرانوں کے متعلق فحش باتیں پھیلاتے رہتے ہیں۔ پھر بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ مقدمہ تو قضاء میں لیجاتے ہیں۔ مگر انکو امید یہی ہوتی ہے کہ فیصلہ ان کے حق میں ہی ہوگا۔ اور اگر فیصلہ ان کے حسب منشاء نہ ہو تو پھر برخلاف اس آیۃ کریمہ کے فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموک فی ما شجر بینھم۔ ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (نساء۔ ۹)

بجائے سرِ تسلیم خم کرنے کے کارکنوں کے متعلق بھی بدظنّی پھیلاتے ہیں۔ جس سے قوم کے دل میں کارکنوں پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔ بعض یونہی گول مول بات کرتے رہتے ہیں کہ بھائی احمدی جماعت کونسی نیک ہے ان میں بھی کئی جھوٹے خائن اور بددیانت ہیں۔ مگر وہ کسی کا نام نہیں لیتے۔ اگر پکڑا جائے تو کہدیتے ہیں ہم تو ایسا نہیں کہتے۔ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ، درحقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انکا اپنا منافق دل ہی ہوتا ہے۔ اس طرح بدی کی اشاعت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ قوم بدنام ہو جاتی ہے۔ قوم کے افراد کے دلوں سے بدی کا رُعب مٹ جاتا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ جب اکثر لوگ بدچلن اور خائن ہیں (جو سلسلہ کے عمائد ہیں) تو ہم کونسے ذمہ وار وجود ہیں کہ اس فعل سے ہم زیادہ بدنام ہو جائینگے۔ جب قوم ایک دفعہ بدنام ہو جائے تو پھر وہ لوگ جو بوجہ قومی رُعب کے چُھپ کر بدی کرتے تھے۔ اس فعل کو علی الاعلان کرنا شروع کر دیتے ہیں جس سے قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ اور دشمنوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہو جاتی ہے۔ چونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے کی تعریضِ بد کا اثر فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ اسلئے ایسی باتیں پھر جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی ہیں٭۔ اور کوئی بھی ایک منٹ کے لئے نہیں سوچتا کہ تحقیقات تو کریں۔ ممکن ہے۔ شرارت ہی ہو۔ پس چاہیئے کہ جب کوئی منافق عوام النّاس میں کسی قومی بدی کی اشاعت کرے۔ تو اس پر جرح کی جائے اس سے ثبوت مانگا جائے۔ اور اگر وہ ثابت نہ کرسکے تو آئندہ کے لئے اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔

(۵) عورتوں کے کیریکٹر اسلام نے عصمت پر الزام لگانے کو سختی سے روکا ہے۔ اور اسکے لئے ہم گواہوں پر جھوٹا الزام کی کڑی شرط لگا دی ہے۔ صرف اسلئے کہ بعض بدکار جن کی اپنی عزت نہیں ہوتی وہ بعض شریف زادیوں کو بدنام کرنے کے لئے یونہی کہدیتے ہیں کہ ہمارا ان سے تعلق ہے یا زید اور بکر کا نام لے دیتے ہیں۔ اگر ان باتوں کو سختی سے روکا نہ جائے۔ تو تمدّن تباہ ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کی عزت سوسائٹی میں گر جاتی ہے۔ چنانچہ اسلام کے اس حکم کی خلاف ورزی کا یہ نتیجہ ہے کہ کئی لڑکیاں جن پر جھوٹا الزام زنا کا لگایا جاتا ہے قوم میں بدنام اور ذلیل ہو کر ساری عمر کنواری بیٹھی رہتی ہیں۔ اور کوئی ان سے شادی نہیں کرتا۔ اسلام کے اس بے نظیر تمدنی حکم کی حکمت اور شان اس تحقیقات سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ان عورتوں میں سے جو اپنی عصمت کو پیشہ کے طور پر فروخت کرتی ہیں۔ اکثر ایسی ہوتی ہیں۔ جن پر زنا کا الزام لگایا گیا تھا۔ انکو سوسائٹی سے بائی کاٹ کر دیا گیا۔ انکا نکاح نہ ہو سکا۔۔۔ ۔۔ ۔۔۔ والدین نے بوجہ شرم کے گھر سے نکال دیا۔ اور انہوں نے مجبوراً اس ذلیل پیشہ کو اختیار کر لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم بدی کی جڑھ کو پکڑتا ہے۔ پس چاہیئے کہ جس بدی کو روکنا ہو اسکے اتہام کو روکا جائے۔ اور جس نیکی کو قائم کرنا ہو۔ اسکی عزت اور اہمیت کو پھیلایا جائے۔

٭ حاشیہ۔ حدیث نبوی مَن قَالَ ھَلَكَ القَومُ فَھُوَ اَھلَکَہُم میں بھی اسی تعریضِ بد کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو کہتا ہے کہ فلاں قوم ہلاک ہو گئی۔ تو درحقیقت وہ خود لوگوں میں بدخیالات کی رَو جاری کر کے اسکو ہلاک کرتا ہے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) بیمار پُرسی کا طریق — اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اُسکے مُنہ پر نہیں کہنا چاہیئے کہ مرض بڑھتا معلوم ہوتا ہے۔ بہت خطرناک حالت ہے۔ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ اور کہنا چاہیئے گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کر دیگا۔ ہمت نہ ہارو۔ دوائی خوشی سے پیتے جاؤ۔ وہ ضرور شفا دیگا۔ اسی طرح کسی کے مُنہ پر ہر وقت کہتے رہنا کہ تو کمزور ہوتا جاتا ہے۔ یہ بھی انسان کو واقعی بیمار کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک اُستاد اور شاگردوں کا واقعہ مشہور ہے جنہوں نے اسی قسم کی تعریض خارجی (خیالات کی رَو) سے اُستاد کو بیمار کر کے چھُٹی منائی تھی۔

(۷) غضّ بصر۔ اور نامحرم سے مصافحہ — اسلام نے غضّ بصر کا حکم دیا ہے اور نامحرم سے مصافحہ منع کیا ہے اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ مرد کے بُرے خیالات کا اثر عورت پر نہ پڑ سکے۔ عورت طبعاً مرد کے خیالات کا اثر جلد قبول کر لیتی ہے۔ کیونکہ اس میں قوّت ارادی کمزور ہے۔ اسکے جذبات تیز ہوتے ہیں۔ قوّت متأثرہ زیادہ ہوتی ہے۔ زیادہ اعجوبہ پسند اور حسّاس ہوتی ہے۔ اور عموماً انفعالی (Passive) حالت میں رہتی ہے۔

خیالات کے انتشار کے ۳ راستے ہیں۔ یعنی آنکھ۔ زبان اور ہاتھ۔ ان کے ذریعے انسان اپنے خیالات کا اثر دوسرے پر ڈال سکتا ہے۔ اسلام نے زبان پر قید نہیں لگائی اور نامحرم سے پردہ کے پیچھے ضروری بات کرنا جائز رکھا ہے۔ کیونکہ اس پر قید لگانے سے تمدّن میں روک پیدا ہوتی تھی۔ مگر آنکھ اور ہاتھ پر قید لگا دی ہے کیونکہ اس میں بدی کا احتمال ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

(۸) غسل جنابت وضو وغیرہ — غسل جنابت میں بھی جسمانی صفائی کے علاوہ ایک اور عجیب حکمت بھی ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو فعل پورے شوق اور ذوق سے کیا جائے اس میں اجتماع توجہ زیادہ ہوتا ہے۔ اجتماع توجہ کا لازمی نتیجہ خیالات کا انتشار ہے۔ پس فعل جماع میں بھی خیالات کی زبردست رَو جسم کے مساموں سے بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ اور اگر مساموں کو پانی سے تر نہ کیا جائے تو یہ رَو دیر تک نکلتی رہتی ہے۔ چنانچہ مسمریزم کا عمل کرنیوالے اس عمل کے اختتام پر ہاتھوں کو پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ پس غسل جنابت کو اسلام نے فرض کیا ہے۔ تاکہ خیالات کی رَو نکلنی بند ہو جائے۔ اور دماغ اور اعصاب کو زیادہ ضعف نہ ہو۔

وضو میں بھی دیگر فوائد کے علاوہ ایک اہم غرض خیالات کی رَو کو بند کرنا ہے۔ تاکہ خیالات کی پراگندگی دُور ہو کر قلب میں سکون اور نشاط کی حالت پیدا ہو جائے۔ اور نماز کی طرف پوری توجہ ہو سکے۔

(۹) نزاع کے وقت سورۂ یاسین کی تلاوت — نزع کے وقت جو سورہ یاسین کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں روحانی فوائد کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مریض کو جان کنی کی تکلیف کم ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علم النفس کا یہ مسئلہ ہے کہ جب انسان کو یقین ہو جائے کہ موت کا وقت قریب ہے تو پھر اسکے قلب عامل کی حس کُند ہو جاتی ہے اور وہ تکلیف کا احساس کیئے بغیر جان دیدیتا ہے۔ یاسین کی تلاوت سے بھی مرنے والے کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب موت کا وقت آگیا ہے۔ پس موت اور صحت کے خیالات کی جو کشمکش ہو رہی تھی وہ بند ہو جاتی ہے اور مریض آرام سے جان دیتا ہے۔

(۱۰) مجلس میں استغفار پڑھنا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم مجلس میں ۷۰ بار استغفار فرماتے اور اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم کو بھی استغفار پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اس میں فوائد اور حکمت ہے۔ گناہ کے کئی منبع ہیں جن میں ایک اس زمانہ کے خیالات کی مخفی رَو ہے عاجز نے لکھا تھا۔ کہ ہر شخص ایک دوسرے کے قلب غیر عامل کے خیالات کی مخفی رَو سے متاثر ہو رہا ہے۔ اور اس اثر کے منتقل کرنے کے لئے صحبت میں بیٹھنا ہی کافی ہے۔ کلام کرنے یا آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اسکے ثبوت میں کئی واقعات موجود ہیں کہ محض صحبت میں بیٹھنے سے بعض لوگوں کو بدی یا نیکی کی تحریک ہو جاتی ہے یہ اسی مخفی رَو کا ہی اثر ہوتا ہے۔ اسکی طرف آیت کونوا مع الصادقین میں اشارہ ہے کہ صحبت صالحین سے فائدہ اُٹھاؤ۔

علم النفس کا یہ مسئلہ ہے کہ جب مجلس میں مختلف خیالات کے لوگ بیٹھے ہوں تو وہ اپنے خیالات کی رَو سے جو اُنکے قلب سے نکلتی ہے۔ دوسروں پر اچھا یا بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ پس صحابہ کرامؓ کو منافقوں کے بد خیالات کی مخفی رَو سے بچانے کے لئے حضور صلعم اس بد رَو کے مقابلہ میں استغفار کی مقدس رَو چلاتے۔ لہٰذا جن کی ایمانی حالت کمزور ہو انکو منافق لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔ اور اگر ان میں بیٹھنا پڑ جائے تو استغفار کثرت سے پڑھتے رہیں۔ ہاں مضبوط ایمان والے ان سے ملیں تاکہ وہ اپنا نیک اثر ان پر ڈالیں۔ جس طرح بُروں کی صحبت میں بدی کا اثر انسان مخفی طور پر لیتا رہتا ہے۔ اسی طرح انبیاءؑ۔ خلفاءؓ اور صلحاءؒ کی مجلس میں بیٹھنے سے ان کے نیک خیالات کا پاکیزہ اثر بھی انسان مخفی طور پر لیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان بار بار آنے اور صحبت میں رہنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اگر یہ پاکیزہ ہستیاں کسی سے مخاطب ہو کر کلام نہ کریں تو بھی مجلس میں صرف بیٹھے رہنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہم لوگ اپنے مقدس پیشوا اور امام کی صحبت میں کثرت سے وقت گذاریں۔ تاکہ آپکے قلب مطہر کے پاکیزہ خیالات کی مخفی رَو سے ہم مستفید ہوتے رہیں۔ بعض لوگ ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صحبت میں روزانہ بیٹھتے ہیں۔ مگر وہ اسی طرح کورے کے کورے واپس آجاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گو پاس بیٹھنے سے وہ حضور کے پاکیزہ خیالات کی مخفی رَو کا اثر اپنے قلب میں لے جاتے ہیں (کیونکہ اسکے لئے توجہ کی ضرورت نہیں) مگر وہ اس پاک رَو سے فائدہ نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُٹھاتے۔ کیونکہ انکا دماغ دیگر مشاغل میں اسقدر محو اور دنیاوی خیالات میں اسقدر منہمک ہوتا ہے کہ قلب کی مخفی تحریکوں کو وہ محسوس نہیں کرتا۔ پس چاہیئے کہ جب ایسے مقدّس وجودوں کی صحبت میں بیٹھا جائے۔ تو دماغ کو دنیاوی خیالات۔ تفکّرات اور مشاغل سے آزاد کرکے سکون کی حالت پیدا کی جائے۔ جس کو انفعالی یا (PASSIVE) حالت کہتے ہیں۔ پھر انکا دماغ قلب کی نیک تحریکوں سے فائدہ اُٹھا سکیگا +

(۱۱) سونے سے قبل ذکرِ الٰہی کرنا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور صلعم سونے سے قبل آیت الکرسی اور تینوں قل شریف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس میں بھی عظیم الشان حکمت اور فوائد ہیں علم النفس کا یہ مسئلہ ہے کہ سونے سے قبل جو خیال انسان کے قلب میں موجود ہو وہی خیال ساری رات قلب غیر عامل میں محفوظ رہتا ہے۔ اس میں نشوونما پاتا اور مخفی طور پر دماغ پر اثر ڈالتا رہتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل مسئلہ رات کو ذہن میں لیکر انسان سو جائے تو دن کو وہی مسئلہ بہت جلد حل ہو جاتا ہے۔ پھر کئی لوگوں نے آزمایا ہوگا کہ صبح کو اگر مثلاً ۴ بجے اُٹھنا ہو۔ اور ۴ بجے اُٹھنے کا خیال دل میں لیکر انسان سو جائے تو اسکو ٹھیک ۴ بجے جاگ آجائیگی۔ جو لوگ سونے سے قبل عشق و محبّت کی داستانیں سُنتے ہیں۔ یا گندے ناول وغیرہ پڑھتے اور برہنہ تصاویر دیکھتے ہیں۔ اُنکو عموماً رات کو احتلام ہو جاتا ہے۔ پھر اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت رات کو غم کی حالت میں سوئے تو پہلو بدلنے پر وہ نیند میں بھی سرد آہیں بھرتی رہتی ہے۔ کوئی بچّہ رات کو روتا روتا سو جائے تو آنکھ کھُلنے پر بھی چیخنے لگ جاتا ہے۔ اور اگر وہ خوشی کی حالت میں سوئے تو صبح کو ہنستا ہُوا اُٹھتا ہے۔ اگر دودھ پیتا پیتا سو جائے تو رات کو بھی وہ ہونٹوں کو ہلاتا رہتا ہے۔ یہ سب امور ثابت کرتے ہیں کہ سونے سے قبل جو انسان کی جسمانی یا دماغی حالت ہو۔ وہی ساری رات قائم رہتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے پیارے جو رات کو ذکرِ الٰہی کرکے سوتے ہیں۔ کروٹ بدلنے پر بھی ان کی زبان پر سُبحان اللہ و الحمد للہ کے کلمات ہی ہوتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیہ کریمہ میں تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً و ممّا رزقنٰھم ینفقون (سجدہ) یعنی خدا کے بندے بستر پر بھی اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

اگر انسان اُن مسنون آیات کے معانی اور مطالب پر غور کرتا ہُوا سو جائے۔ تو وہ بے شمار روحانی فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ پس چاہیئے کہ روزانہ اپنے بچّوں کو ساتھ شامل کرکے سونے سے قبل مسنون طریق پر ذکرِ الٰہی کرلیا جائے۔ انسان کی اخلاقی اصلاح کے لئے یہ زرّین موقع ہوتا ہے۔ کیونکہ سوتے سے قبل کے خیالات کا نقش مضبوطی کے ساتھ دماغ پر پڑ جاتا ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳)

"قوّتِ متخیّلہ" اور تربیتِ اولاد کے متعلق بعض اصول

اب عاجز۔ ان بعض اصولوں کی حکمت اختصار کے ساتھ بتا دیتا ہے جن کا تربیتِ اولاد میں قوّتِ متخیّلہ کے ساتھ تعلق ہے۔

(۱) نوزائیدہ بچّہ کے کان میں اذان کہنا

اسلام کا حکم ہے کہ جب کسی مسلمان کے گھر بچّہ پیدا ہو تو اسکے کانوں میں کوئی صالح بزرگ اذان اور اقامت کے الفاظ بلند آواز سے کہے۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں اور فوائد ہیں۔ اوّل تو اس میں والدین کو نصیحت ہے کہ بچّے کی تربیت کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ ابھی سے اسکے دل پر نیک باتوں کا اثر ڈالو۔ اور نیک نمونہ اسکے سامنے پیش کرو۔ دوسرے علم النفس کا یہ مسئلہ ہے۔ کہ قلبِ غیر عامل میں روزمرّہ کے خیالات۔ افعال اور واقعات کا نقش محفوظ رہتا ہے اور وہ مخفی طور پر انسان کے آئندہ خیالات افعال اور عادات کو ڈھالتا رہتا ہے۔ اس اصل کے ماتحت اذان کے الفاظ جس میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ بچّہ کے قلب میں محفوظ رہینگے۔ اور مخفی طور پر اسکو پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی طرف مائل کرتے رہینگے۔ مگر یہ بھی عرض ہے کہ محض اذان کے الفاظ کان میں ڈال دینا کافی نہیں۔ جب تک ساتھ ہی اسلامی تعلیم کے مطابق بچّے کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ کیا جائے۔ اذان کے الفاظ بیج کی طرح ہیں۔ جن کی (نباتات کے بیج کی طرح) بعد میں آبیاری اور نگہداشت کی بھی ضرورت ہے۔ ورنہ وہ بھی اُسی طرح ضائع ہو سکتا ہے جس طرح ہزاروں بیج سوکھ جاتے ہیں یا پرندوں کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں) اگر صرف اذان کہدینا کافی ہے تو کیا وجہ ہے کہ کئی مسلمان بچّے بعد میں دہریہ ہو جاتے ہیں۔ یہ تو واضح ہے کہ بچپن میں انہوں نے بھی لازماً اذان سُنی تھی۔ مگر اس کی وجہ غلط تعلیم۔ خراب تربیت۔ اور بُری صحبت ہوتی ہے۔ پس ہم کو چاہیئے کہ اذان کے الفاظ کان میں ڈالکر اُن الفاظ کی اعلیٰ تعلیم۔ صحیح تربیت اور نیک صحبت سے نشوونما بھی کریں۔ تا ہمارے بچّے قوم کے لئے مفید وجود اور ہونہار فرزند بن سکیں۔

(۲) بچّے کو گالی دینا

بچّے کو گالی دینا منع ہے۔ اس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ گالی میں عموماً اظہارِ غضب ہوتا ہے جو حقیقت سے خالی ہوتا ہے۔۔۔۔ اس لئے اس طرح بے اختیاری پیدا ہوتی ہے۔ اگر بچّہ ضد کرے تو بجائے غضب کا اظہار کرنے کے اسکو کسی اور مفید کام پر لگادو۔ جو اسکی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لے۔ گالی دینے میں ایک یہ بھی نقصان ہے کہ بچّے میں چونکہ نقل کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اسلئے وہ گالی کی نقل کریگا۔ اور گالی سیکھ جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) بچّے کو نیک کہو بچّے عموماً لفظ سے ہی خوش ہو جاتے ہیں۔ جو بات کہی جائے اسکا نقشہ ذہن میں بناتے اور تصوّر میں اس کا مزہ لینے لگ جاتے ہیں۔ اگر اسکو نیک کہو گے تو وہ نیک بننے کی کوشش کریگا۔ اگر اسکو بَد کہو گے تو وہ کہیگا۔ اچھا میں بَد ہی سہی۔ پھر وہ بُرا بننے کی ہی کوشش کریگا ؂

(۴) ڈراؤنی کہانیاں سُنانا بچّے کو اگر ڈراؤنی کہانیاں سُنائی جائیں۔ تو اس میں بُزدلی فقط نہ اور بد اخلاقی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعضوں کو اندھیرے میں ڈرانے سے ہسٹیریا وغیرہ امراض لگ جاتی ہیں۔ اور ان میں خوف کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے شجاعت بالکل مٹ جاتی ہے۔ بچّے کو کسی چڑیل۔ ہوّا۔ یا بلّی وغیرہ کا ڈر بھی نہیں ڈالنا چاہیئے۔ انکو بہادری کی کہانیاں سُنانی چاہئیں۔ تاکہ ان کے قلب میں مردانگی شجاعت اور ہمّت کے خیالات کی لہر میں پیدا ہو جائیں۔ اور وہ بڑے ہو کر دُنیا کامیاب وجود ہوں۔ نہ کہ قوم کے لئے بوجھ۔

(۵) تین وقت اذن لے کر اندر آنا قرآن شریف میں آتا ہے کہ جب بچّے ذرا بڑے ہو جائیں تو وہ تین وقت والدین کے خاص کمرہ میں اِذن لیکر داخل ہوں۔ یہ ایک تمدّنی مسئلہ ہے جسمیں بہت سے فوائد ہیں۔ اوّل تو والدین کے لئے اس میں سبق ہے کہ وہ اپنے خاص تعلّقات کو ۳ وقتوں پر محدود کریں۔ دوسرے بچّوں کے لئے اس میں فائدہ ہے۔ اگر بچّے والدین کے مخصوص تعلّقات پر بچپن میں اطلاع پالیں۔ تو پھر وہ اسکے متعلّق خیال دوڑاتے اور تصوّر میں اسکا مزہ لیتے ہیں۔ جس سے ان کی توجّہ پیش از وقت خاص اعضاء کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اور وہ انکا ناجائز استعمال کرکے اپنی جسمانی اور اخلاقی حالت کو خراب کر لیتے ہیں۔ پیدائش انسانی کے متعلق حکمتِ عملی سے انکو علم دیا جا سکتا ہے۔ لیکن عملی نمونہ دینا مضر ہے ؂

(۶) جھوٹ کی عادت توڑنا بچّوں کی قوّتِ متخیّلہ بہت تیز ہوتی ہے۔ وہ خیال۔ خواب اور واقع میں فرق نہیں کر سکتے۔ اسلئے بعض دفعہ محض خیال یا خواب کو واقع کے رنگ میں بیان کر دیتے ہیں۔ جس سے جھوٹ کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض بچّوں کو خوابیں ہی اس قسم کی آتی ہیں جن میں اُن خواہشات کا اظہار ہوتا ہے جو والدین نے دن کے وقت پوری نہ کی ہوں۔ وہ پھر اس خواب کو واقع کے رنگ میں بیان کر دیتے ہیں۔ پس والدین کو چاہیئے کہ اُن کو بتا دیں کہ یہ تمہارا خیال ہے یا خواب ہے۔ نہ کہ واقع۔ تاکہ ان میں جھوٹ کی عادت نہ پڑے ؂

(۷) بَدعادات کا چھڑانا بچّوں میں اگر بد عادات پیدا ہو جائیں تو انکو مار کر چھڑانے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوشش کرنا بے سود ہے۔ اگر سزا دوگے تو پھر خوف کے مارے وہ بدی کو چھپ کر کرینگے۔ پس ان سے ہمدردی کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اور ایسی طرز پر گفتگو کی جائے گویا کہ اُن کا نقصان ہوگیا ہے۔ مگر زیادہ پیار اور ہر وقت کا لاڈ بھی بُرا ہے۔ اس طرح ان میں انانیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ بڑے ہو کر دوسروں سے بھی پیار کروانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ جن بچّوں کو والدین بہت زیادہ پیار کریں اُن میں بڑے ہو کر بعض خلاف فطرت عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ پیار کروانے کے عادی ہوتے ہیں۔ بچّوں پر وعظ و نصیحت کی بجائے عملی نمونہ کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ نمونہ ایک تعریض مستمرہ کا کام دیتا ہے۔ جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہنے کی وجہ سے قلب پر نقش ہو جاتا ہے۔ بچّوں میں اعمال کے نتائج کا احساس نہیں ہوتا۔ اسلیئے بد عادات کا چُھڑانا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بغیر ارادہ اور بغیر احساس کے کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے چُھڑانے کا ایک طریق یہ ہے کہ اس عادت کے نتائج کا احساس اس کے قلب میں پیدا کر دیا جائے۔ جب وہ اس عادت کی مضرت کو محسوس کرنے لگ جائیگا تو اسے پھر خود بخود ہی چھوڑ دیگا ❖

(۴)

قوّت متخیّلہ سے متعلّق چند مفید عملی باتیں

۱۔ بدی سے بچنے اور نیکی کرنیکے بعض طریق

(۱) بدی کے خیالات کا دل میں آنا انسان کے اپنے بس کی بات نہیں کیونکہ دوسروں کے بد خیالات کی مخفی رَو ہر وقت دماغ کے ساتھ ٹکراتی رہتی ہے۔ اِلّا ماشاء اللّٰہ۔ لیکن اس خیال کو دل سے نکال دینا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ پس اگر کسی کے دل میں بدی کا خیال آئے تو اسکو دل سے نکال دے مگر زور سے نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس طرح قلب اور دماغ کے خیالات میں تصادم شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کا طریق یہ ہے کہ طبیعت کو نرم کر کے سکون کی حالت پیدا کر لی جائے۔ اور بد خیال کو خود بخود نکلنے دیا جائے جب خیال دل سے نکل جائے تو فوراً توجہ کو کسی نیک کام کی طرف لگا دیا جائے۔ اس طرح نہ صرف بد خیال کا دل میں آنا بدی اور گناہ نہیں بلکہ اسکا نکالنا نیکی میں شمار کیا جائیگا۔ ہاں اگر دل میں اس خیال کو جگہ دی جائے اور اسکے تصوّر میں لذّت لی جائے تو پھر گناہ کی طرف طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔ پس بدی سے بچنے کا ایک طریق یہ ہے کہ جب بدی کا خیال دل میں آئے تو فوراً طبیعت کو نرم کر کے اسکو دل سے نکال دیا جائے ❖

(۲) دوسرا طریق یہ ہے کہ بجائے بدی کے خیال میں لذّت لینے کے انسان بدی کے بُرے نتائج کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصوّر ذہن میں لائے۔ اور دماغ میں اس فعل سے نفرت کے خیالات کی زبردست رَو جاری کرے۔ اور دل پر خدا کا خوف طاری کرے۔ مثلاً کسی کو زنا کے متعلق تحریک ہو۔ تو بجائے اس خیال کو دل میں جگہ دینے اور اسکے تصوّر میں لذّت لینے کے فوراً دل سے اس خیال کو نکال دے۔ اور اگر خیال زیادہ غالب ہو تو پھر بجائے اس فعل کے متعلق تجاویز سوچنے کے اسکے بُرے نتائج کا تصوّر ذہن میں لائے۔ یعنی دل میں خیال کرے کہ یہ فعل ناجائز ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔ جس کی وجہ سے مَیں اسکی درگاہ سے راندہ جاؤنگا۔ اور ایک عارضی جسمانی لذّت کے لئے ایک دائمی اور روحانی لذّت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوجاؤنگا۔ پھر اگر اسکی ایمانی حالت ایسی مضبوط نہ ہو۔ تو وہ بطور تنزّل کے گورنمنٹ کے قانون کا ہی تصوّر لائے کہ پکڑا جاؤنگا۔ تو سزا ملیگی۔ یا ملک کے رواج اپنی سوشل پوزیشن اور بدنامی کا خوف دل میں لائے کہ یہ فعل میری شان کے شایاں نہیں۔ یا اگر اسکا اخلاقی معیار بالکل ہی ادنیٰ ہو تو وہ کم سے کم امراضِ خبیثہ کا ہی تصوّر دل میں لائے کہ مرض لگ گیا تو ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو جاؤنگا۔ غرضیکہ اس طرح اس فعل کے مختلف بھیانک پہلو ذہن میں لاکر اسکے متعلق دل میں نفرت کے خیالات پیدا کرے اور اس فعل کے اجتناب سے رُک جائے۔ بعض لوگ ایسے موقعوں پر خدا کی وسیع بخشش۔ شفاعت کی امید۔ اور توبہ کا غلط مفہوم ذہن میں رکھ کر بدی کر لیتے ہیں۔ کوئی خیال کر لیتا ہے چلو اب مزہ لے لو بعد میں توبہ کر لینگے۔ کوئی شفاعت پر بھروسہ کر لیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے خدا غفور رحیم ہے اسکی بخشش وسیع ہے وہ ان معمولی باتوں پر کب مؤاخذہ کریگا۔ مگر یہ سب طریق تباہ کُن ہیں۔ یہ درست ہے کہ توبہ کا دروازہ موت تک کھلا ہے۔ مگر کسی کو کیا معلوم ہے کہ توبہ کا موقع بھی ملیگا یا نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اس شنیع فعل کے دَوران میں ہی اسکو موت آجائے ؎

(۳) ان کے علاوہ سب سے یقینی طریق بدی سے بچنے کا اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے استغفار اور دُعا ہے۔ دُعا سے انسان کی قوّتِ ارادی بڑھ جاتی ہے۔ اور گناہوں پر غلبہ پانے کی طاقت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ نفس امّارہ کی شوخیوں سے انسان خدا کے فضل کے بغیر نہیں بچ سکتا۔ پس ایسے مواقع سے بچنا چاہیئے جن میں بدی کا احتمال ہو۔ اور اپنی نیکی اور مضبوط ارادہ پر بھروسہ کر کے بھی آزمائش میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام سے زیادہ ہم میں سے کون متقی اور پارسا ہوگا۔ مگر آپؑ کو بھی ایسے موقع پر کہنا پڑا وما اُبرّئُ نفسی انّ النفس لامّارۃ بالسّوء الا ما رحم ربّی۔ (یوسف)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکی کرنیکے بعض طریق

(۱) نیکی کرنیکا ایک یہ طریق ہے کہ دل میں پختہ عزم اور ارادہ کیا جائے کہ کبھی بدی نہ کرونگا۔ اور اپنا یہ اصول بنایا جائے کہ ہر موقع پر نیکی اور دیانتداری سے کام کرونگا مثلاً ایک آدمی کا یہ اصول ہو کہ کبھی بددیانتی نہیں کرونگا۔ تو وہ ہر موقع پر بغیر سوچ بچار کے فوراً اس پر عمل پیرا ہونے پر مستعد ہو جائیگا۔ لیکن ایک اور شخص ہے جس کا عقیدہ تو یہ ہے کہ دیانتداری اچھی چیز ہے۔ لیکن وہ ہر موقع پر غور کرکے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آیا میں اس موقع پر دیانتداری سے کام لوں یا ناجائز فائدہ اُٹھالوں۔ مثلاً وہ دل میں خیال کرتا ہے کہ یہ معمولی رقم ہے۔ اسکے لئے کون تحقیقات کریگا۔ شائد میں پکڑا نہ جاؤں۔ غرضیکہ اس طرح بعض دفعہ وہ ڈر جاتا ہے کہ بددیانتی سے پکڑا جاؤنگا اور اس کام کو نہیں کرتا۔ اور بعض دفعہ بیخوف ہو کر بددیانتی کر لیتا ہے۔ ایسا آدمی اکثر دفعہ پھسل جاتا ہے۔ پس نیکی کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پختہ عزم ہو اور اصول ہو ... ... اور جب کبھی کوئی ایسا موقع آئے جس میں انسان بددیانتی کر سکتا ہو تو اسوقت اسکی ضمیر سے ایک اور صرف ایک ہی آواز آئے کہ "ہر وقت دیانتداری سے کام لینا ہے"۔ لیکن اگر ہر موقع پر اونچ نیچ دیکھ کر اس اصول پر چلنا ہو تو پھر پھسل جانیکا زیادہ احتمال ہے۔

(۲) نیکی کرنے کا دوسرا طریق صحبت صالحین ہے قرآن کریم میں آتا ہے "کونوا مع الصادقین" عاجز لکھ چکا ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت میں ان کے قلبِ مطہر کے پاکیزہ خیالات کی مقدس رَو انسان کے قلب پر پڑتی رہتی ہے جس سے اندر ہی اندر انسان کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ان پاک لوگوں کی مجلس میں پوری توجہ سے بیٹھا جائے۔ اور دماغ میں سکون کی حالت ہو۔ اور دل میں دیگر خیالات اور تفکرات نہ ہوں۔ پس بدی سے بچنے اور نیکی کرنیکا یہ طریق بہت مفید ہے۔ اور سب سے زیادہ مؤثر ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ❊ صحبتِ طالح ترا طالح کند

توبہ کرنے اور بدی چھڑانے کا طریق

۱۔ توبہ کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ جس فعل کی عادت ہو اسکے تصوّر میں لذت لینے کی بجائے اس کے بدنتائج کا تصوّر ذہن میں لایا جائے۔ اور اس طرح دل میں اس فعل سے نفرت پیدا کی جائے۔ مثلاً کسی کو کسی عورت کا عشق ہو۔ تو وہ اس عورت کی شکل بد اسکی لغو حرکات۔ اور بیہودہ کلمات کا تصوّر ذہن میں لائے۔ یا بدنامی کا خوف اور امراض کا ڈر دل میں پیدا کرے۔

۱۔ بدی چھوڑنے کا ایک طریق یہ ہے کہ اُن حالات اور مواقع سے بچا جائے جو اس بدی کے محرک ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کو شراب کی عادت ہو تو وہ اُن مجلسوں سے پرہیز کرے جن میں اس مخربِ اخلاق چیز کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استعمال ہوتا ہے ؛

۲۔ دوسرا طریق بدی چھوڑنے کا یہ ہے کہ اگر کسی بدی کو چھوڑنا ہو تو جن وقتوں پر کسی کو کسی خاص بُرے فعل کی تحریک ہوتی ہو اس وقت کوئی نیکی کا کام رکھ لے۔ مثلاً اگر کوئی شام کے وقت نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا عادی ہو تو وہ بجائے اسوقت ریلوے سٹیشنوں اور بندرگاہ پر پھرنے کے مسجد میں نماز پڑھنے چلا جائے زمانۂ جاہلیت کے عربوں میں پانچ وقت شراب نوشی کی عادت تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہی پانچ وقت نماز کے مقرر کر دیئے ؛

۳۔ تیسرا طریق بدی چھوڑنے کا یہ ہے کہ اگر کسی بدعادت کو ترک کرنے کی نیت ہو۔ تو اس عادت سے توجہ ہٹا کر فارغ نہ بیٹھے رہو۔ اس طرح وہ عادت پھر عود کر آئیگی۔ بلکہ اس عادت کی جگہ کوئی اور نیک عادت پیدا کرلو۔ تاکہ توجہ دوسری طرف مبذول ہو جائے۔ قرآن کریم میں آتا ہے اِنَّ الحسنات یذھبن السیئات ۔ یعنی نیکیاں بدیوں کو بھگا دیتی ہیں۔ بھگانے کا طریق یہی ہے کہ بدی کی جگہ نیکی لیلے۔

۴۔ ایک اور طریق جس سے نیکی کرنے اور بدی کو چھوڑنے میں مدد مل سکتی ہے۔ یہ ہے کہ جس بدی کو چھوڑنا ہو۔ یا جس نیکی کو قائم کرنا ہو اس کا تصور ذہن میں رکھ کر رات کو سو جاؤ۔ ساری رات قلب غیر عامل میں یہ خیال قائم رہیگا۔ اور اس میں نشو ونما پا کر اندر ہی اندر دماغ پر اثر کرتا رہیگا۔ اسی طرح ہر روز عمل کرنے سے آہستہ آہستہ اس بدی سے نفرت ہو جائیگی یا نیکی کی طرف رغبت پیدا ہو جائیگی۔

۵۔ عمل مسمریزم کے ذریعے اثر ڈال کر بھی بعض اخلاقی امراض۔ مثلاً شراب نوشی اور چوری وغیرہ کی عادت چھڑائی جاتی ہے۔ اس طریق سے گو ان کی یہ عادت جاتی رہتی ہے۔ مگر اس عمل سے انکی قوتِ ارادی کو اتنا ضعف ہو جاتا ہے کہ ان کی ہمت بالکل جاتی رہتی ہے۔ اور ان میں کام کرنے کی قابلیت نہیں رہتی۔ یعنی اس عمل کے بعد جہاں وہ بدی نہیں کرسکتے وہاں وہ نیکی کے قابل بھی نہیں رہتے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ طریق ناقص ہے۔ شریعت نے روحانی اثرات کے ذریعے جو اخلاقی اصلاح کا طریق بتایا ہے وہ زیادہ مؤثر ہے اور اس میں دماغی طاقتوں کو نقصان بھی نہیں پہنچتا۔ اور اسکا ایک طریق جیساکہ مَیں نے ابھی عرض کیا ہے۔ صحبتِ صادقین ہے۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے سے قلب پر تعریض ہوتی رہتی ہے۔ جو سلیم الفطرت اشخاص کے قلب کو گند اور آلائش سے پاک کر دیتی ہے ؛

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام خارجی اور باطنی نیک تحریکوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ اور ہم کو تمام بیرونی اور اندرونی تعریضوں سے بچنے کی توفیق دے۔ نیز ہمارے دماغ کو دیگر خیالات اور دنیاوی مشاغل سے آزاد رکھے تاہم صحبتِ صالحین میں رہ کر انکے قلب کے پاکیزہ خیالات کی مخفی لہروں سے پوری طرح مستفید ہوسکیں۔ آمین۔ والسلام

خاکسار
محمد شاہ نواز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ

میرا مذہب اِسلام مجھے کیوں پیارا ہے؟

معزز صاحب صدر و حاضرین کرام! میں کارکنانِ مذہبی کانفرنس کو اس مبارک تجویز پر عمل پیرا ہونیکے لئے مبارکباد عرض کرتا ہوں جسے آج سے تیرہ صدیاں قبل قرآن مجید نے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کے پاک اور شیریں الفاظ میں بیان فرمایا۔ اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی علیہ السلام نے اسے عملی جامہ پہنانے کی سخت تاکید فرمائی۔ درحقیقت مذہب کی تحقیق کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ مبارک ہیں وے جو اس ذریعہ سے راہِ حق کو حاصل کریں ÷

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ہر مذہبی انسان اپنے مذہب سے پیار کرتا ہے یا کم از کم اس بات کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اس لئے یہ سوال نہایت اہم ہے کہ اس پیار کی وجوہات کیا ہیں؟

ممکن ہے کہ کسی اہل مذہب کیلئے اس سوال کا جواب دینا مشکل ہو۔ مگر میرے لئے کوئی دِقّت نہیں۔ میرا مذہب "اسلام" ہے۔ جسکے معنی ہی صلح کا مذہب یعنی وہ مذہب جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا مطیع و محبوب اور بنی نوع انسان کا کامل ہمدرد و غمخوار بنا نیوالا ہو۔ کے ہیں۔

مجھ سے یہ سوال ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی نہایت حسین و مُحسن ہستی کے شیدائی سے وجہ فریفتگی پوچھی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب یہی ہوگا۔ کہ چونکہ وہ حسین و مُحسن ہے اسلئے مَیں اس کا عاشق ہوں۔ سو میرا بھی مختصر جواب یہی ہے۔ کہ چونکہ وہ اسلام ہے اسلئے مجھے پیارا ہے۔ میرے مذہب کا نام ایک دلبستگی رکھتا ہے۔ اس میں جذب اور کشش کا ایک خزانہ موجود ہے۔ وہ اپنے حُسن میں بے عدیل، اور اپنے احسان میں بے نظیر ہے۔ سہ

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا ÷ نور ہے نور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

محبّت و پیار کی دو بڑی وجہیں حُسنؔ و احساؔن ہی ہوا کرتی ہیں۔ اور یہ دونو باتیں بطریق احسن مذہب اسلام میں موجود ہیں۔ مَیں نے اسکے حُسن پر نگاہ کی تو اسے سراپا حُسن پایا۔ جس حصّے کو دیکھا وہ اپنی نظیر آپ نظر آیا۔ اس کا احسان بے پایاں ہے کیونکہ وہ اس منبع جود و سخا، مصدر لطف و کرم، قادر مطلق خدا سے جا ملاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسکے وصال کے لئے انسانی فطرت بے قرار اور بے چین ہے۔ وہ انسان کو اس عریان تجلّی کا مورد بنا دیتا ہے۔ جہاں پہنچ کر وہ بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے ؎

سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی ؞ جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

اور اگر غور کیا جائے تو مذہب کی غرض و غائت ہی یہی ہے اور اسی کی طرف مذہب کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔ پس میرا مذہب اپنے نام کے لحاظ سے اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے ہر صاحبِ دل انسان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسے قبول کرے، اور اس سے ایسا پیار کرے جیسا اس نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ وہ اسکے محبوب ازلی اور خالقِ کائنات تک پہنچانے والا راستہ ہے۔ اور راستہ (مذہب) کی قدر و قیمت اس منزل مقصود کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جس کی طرف وہ رہنمائی کرتا ہے۔

مذہبِ اسلام مجھے پیارا ہے اور ایسا پیارا ہے جسکی نظیر دنیا کے پیار میں موجود نہیں۔ مگر اس پیار کی طویل داستان اس قلیل وقت میں گوش گزار احباب نہیں ہو سکتی۔ اسلئے مَیں محوِ حیرت ہوں۔ کہ کس وجہ کو بیان کروں اور کس کو ترک کروں؟ بہر حال مختصر طور پر میں بارہ [۱۲] وجوہ مذہب اِسلام سے اپنے انتہائی پیار کی پیش کرتا ہوں۔

پہلی وجہ ظہورِ اسلام کے وقت اہلِ دنیا جس پستی و تنزّل کی حالت میں تھے۔ اس کا تصوّر پاپولر انسائیکلوپیڈیا کے ان الفاظ سے بخوبی ہو سکتا ہے جہاں لکھا ہے:۔

"تمام مؤرخ اس پر متفق ہیں کہ ساتویں صدی مسیحی کے پہلے نصف میں جس تنزّل کے درجے میں بنی نوعِ انسان کی اخلاقی و روحانی اور ذہنی زندگی پہنچ چکی تھی۔ نہ اس سے پہلے کبھی اس درجہ تک پہنچی اور نہ اسکے بعد آج تک دیکھنے میں آئی۔ دنیا پر جہالت اور فسق و فجور کی گھٹا چھائی ہوئی تھی" (جلد ۶ صفحہ ۳۲۶)

اسلام نے آکر نہایت پاک اور اعلیٰ اخلاقی تعلیم پیش کی اور دنیا کی اس گرتی ہوئی ذہنیت کو سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی الآیۃ (نحل ع ۱۳) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ عدل کرو یعنی نیکی کرنے والے سے نیکی کرو۔

ہر چہ برخود مپسندی بر دیگراں مپسند

پھر اس سے بڑھ کر احسان[۲] کرو یعنی جو تم سے بدی کریں ان سے بھی نیکی کرو۔ اور پھر ایتاءِ ذی القربیٰ[۳] پر عمل پیرا ہو یعنی نیکی کرتے ہوئے اسقدر بے نفس بن جاؤ۔ کہ احسان کرنے کا خیال تک نہ رہے جیسے ماں اپنے بچّے سے سلوک کرتی ہے تم بھی خلقِ خدا سے ایسا ہی سلوک کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان تین مدارج کو بیان فرماکر اسلام نے اخلاق کے نقطۂ نگاہ میں وہ بلندی پیدا فرمائی ہے جس سے زیادہ ممکن نہیں پھر عام تعلیم کے رنگ میں ارشاد فرمایا :- واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہٖ شیئًا وبالوالدین احسانًا وبذی القربٰی والیتامٰی والمساکین والجار ذی القربٰی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم (النساء ع ۶) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ماں باپ سے نہایت اچھا سلوک کرو۔ تمام رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں۔ پڑوسیوں۔ ساتھیوں۔ مسافروں اور اپنے مملوک جانوروں وغیرہ پر احسان کرو۔"

اسی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ چند سالوں میں عرب کی صدیوں کی بگڑی ہوئی حالت سنور گئی۔ اسلام کا یہ عظیم الشان احسان نسل آدم فراموش نہیں کر سکتی کہ اس نے اسکی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سنبھالا۔ اور ہمدردی ومواساۃ کی اعلیٰ ہدایت تلقین فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں اسلام سے پیار کرتا ہوں +

دوسری وجہ مَیں ایک امن پسند انسان ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ مادر وطن کے تمام فرزند متحد ہوکر اسکی ترقی میں کوشاں ہوں اور آئے دن اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں اور نبیوں کی ہتک کرکے جو منافرت کی خلیج وسیع کی جارہی ہے وہ دُور ہو۔ لیکن مجھے اس کے لئے اور کوئی ذریعہ نہیں ملا۔ ہاں میرے مذہب نے ان تمام قسم کے فسادات کے روکنے کے لئے مؤثر طریق مقرر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ تم تمام قوموں اور ملکوں کے نبیوں کو اپنا سمجھو۔ انکا پورا احترام کرو۔ جیسا کہ فرمایا :-

(۱) ولقد بعثنا فی کل امّۃ رسولًا ان اعبدوا اللّٰہ واجتنبوا الطاغوت (نحل ع ۵)

(۲) وان من امّۃ اِلّا خلا فیھا نذیر (فاطر ع ۳)

کہ ہم نے تمام اُمتوں میں رسول مبعوث فرمائے ہیں۔ تم ان سب پر ایمان لاؤ۔ اور پھر ان تمام برگزیدوں کی معصومیت اور پاکیزہ زندگی کا اعلان فرماکر اس امن شکن رویہ کا دروازہ ہی بند کردیا۔ ہم اسی پاک تعلیم کے ماتحت بنی اسرائیل کے تمام نبیوں، ہندوستان کے برگزیدہ رشیوں اور ایسا ہی دیگر تمام رسولوں پر صدق دل سے ایمان لاتے اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ عیسائی اخبار نور افشاں لاہور لکھتا ہے :-

"اہل اسلام بے شک ہمارے مذہب کا اور خداوند یسوع مسیح کا احترام کرتے ہیں اس لئے کہ قرآن شریف سب نبیوں کا احترام کرتا ہے کسی کو بُرا نہیں کہتا۔" (۲۴ جون ۱۹۲۷ء)

میری دانست میں موجودہ وقت میں خصوصًا ہمیں اس زریں اصول پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ رواداری اور وسعت قلبی کے علاوہ امن عامہ کا قیام بھی اسی پر منحصر ہے مجھے بجا طور پر فخر ہے کہ میرے مذہب نے یہ اصول سب سے پہلے دنیا کے سامنے پیش کیا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری وجہ میرے مذہب نے اسوقت جبکہ دنیا اونچ نیچ کی قیود میں جکڑی ہوئی تھی اور بعض انسانوں کو انسانیت سے خارج سمجھا جاتا تھا۔ انسانی مساوات کا علم بلند کیا۔ اور تمام انسانوں کو بھائی بھائی قرار دیا۔ سیاہ و سفید، مشرقی و مغربی کی امتیاز کو یکسر مٹادیا۔ اور عام اعلان فرمایا:۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ع)

اے لوگو! تم سب کو ہم نے ایک نر و مادہ سے پیدا کیا ہے تم سب بھائی بھائی اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہو قومیں اور قبائل صرف شناخت کا ذریعہ ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہی ہے جو زیادہ نیکوکار ہے"

کیا اسلام کا یہ عظیم الشان کارنامہ اس بات کیلئے کافی نہیں کہ بنی نوع انسان کے ہمدرد اپنی عقیدت کے پھول اس پر نثار کریں؟ اور اسکو انسانیت کا بہترین محسن سمجھیں؟ سچ ہے ع

منت او بر ہمہ سرخ و سیاہ ثابت است

چوتھی وجہ مَیں نجات کا متلاشی ہوں اور میری روح نجات کے محض وعدوں سے سیر نہیں ہو سکتی۔ مذہب اسلام نے مجھے حقیقی نجات کی طرف بلایا۔ بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے فرمایا:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران ع)

کہ اگر تم اپنے مالک کے محبوب بندے بننا چاہتے ہو تو میرے نقش قدم پر آؤ خدا تعالیٰ تم سے محبت کریگا اور نجات کے دروازے تم پر کھل جائینگے ؎

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ✤ بیا در ذیل مستان محمدؐ

اور پھر مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی کہکر بتا دیا کہ وہ نجات اس دنیا میں ملتی ہے اور انسان اسی جہان میں اپنے خدا کے زندگی بخش کلام سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے۔ شک کی تلخ زندگی سے نکالنے اور کامل یقین پیدا کرنے کے لئے سلسلہ الہام کو جاری فرمایا اور آج تک ہزارہا سعادت مند انسان اس دروازہ کے ذریعہ اس نعمت عظمیٰ سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ کیا شانتی۔ طمانیت اور تسلی قلب کے طلبگار کے لئے اسکے سوا کوئی راستہ ہے؟ ہرگز نہیں! پس ضروری ہے کہ مَیں اسلام سے پیار کروں کیونکہ وہ میری نجات اور تعلق باللہ کا ذریعہ اور یقین اور اطمینان قلب کے لئے ایک ہی راستہ ہے ✤

پانچویں وجہ میرے مذہب نے مذاہب سابقہ کی تصدیق کرتے ہوئے ان میں موجود الوقت صداقتوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ بلکہ ان پر اخلاقی، تمدنی اور روحانی اصلاح کے لئے نہایت معقول اضافہ فرمایا ہے۔ اور اس اعلیٰ و پاکیزہ تعلیم کو اس انداز خاص کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کہ ہر انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکر بھی اسکی مثل نہیں بنا سکتے۔ ارشاد ہوا :-

قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یأتوا بمثل ھذا القراٰن لا یأتون
بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع)

کہ اعلان کر دو کہ اگر انسان اور جن سب ملکر بھی قرآن مجید کی مثل لانا چاہیں تو ہرگز نہیں لا سکتے۔

قرآن مجید کی بے نظیری صرف فصاحت و بلاغت میں محدود نہیں بلکہ اس کا بے مثل ہونا اعلیٰ اور جامع روحانی تعلیم کی وجہ سے بھی ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ بنا دیتی ہے۔ قرآن پاک کا دعویٰ ہے فیھا کتب قیمۃ۔ کہ میرے اندر تمام زندہ صداقتیں اور پہلی کتابوں کے قائم رکھے جانے والے اصول بصورت احسن موجود ہیں۔ گویا قرآن کریم وہ گلدستہ ہے جس میں چمن روحانیت کے تمام اچھے اچھے اور خوشبودار پھول جمع کر دیئے گئے ہیں۔ پس میرے پیارے کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ مذہب اسلام اپنے حقائق و معارف میں بے نظیر ہونیکے علاوہ کامل اور مکمل ہے وہ ہمیں آئندہ کسی دوسری شریعت کا منتظر نہیں بناتا بلکہ فرماتا ہے :- الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ ع) کہ تمہارا دین کامل ہے اور وہ مذہب اسلام ہے ؛

چھٹی وجہ

مذہب کا مغز عبادت ہوتی ہے ہر مذہب نے عبادت کے طریق بتائے ہیں تا انسان اپنے مالک اور پیدا کنندہ کے سامنے تعظیم بجالائے۔ اور اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اظہار کرے میرے مذہب نے عبادت کا نہایت پیارا طریق بتایا ہے۔ اور اس میں تعظیم الٰہی کے تمام شعبوں کو جمع کر دیا ہے۔ اسلام نے عبادت کیلئے جن پر مغز الفاظ یعنی اذان کے ذریعہ بلایا ہے وہ عظمت الٰہی پر دلالت کرنے میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ پھر عبادت میں جو عاجزانہ الفاظ سکھائے وہ انتہائی عبودیت کے اظہار کا واحد ذریعہ اور دل پر سطوت و جبروت خالق کا گہرا نقش پیدا کرنے والے ہیں۔ پھر عبادت میں جو دُعا سکھائی ہے وہ ایسی جامع مانع ہے۔ کہ انسان کی کوئی جسمانی یا روحانی ضرورت ایسی نہیں جس پر مشتمل نہ ہو۔ سورہ فاتحہ میں اھدنا الصراط المستقیم کی دُعا سکھا کر جہاں انسان کو بلند خیالی کا عادی بنایا ہے وہاں یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ اصل ترقی خدا تعالیٰ کا وصل اور اسکی رضا کا انعام ہی ہے ؛

عبادت کی ادائیگی میں تمام نیازمندانہ حالتوں کو جمع کر دیا تا ظاہر کا روح پر اثر ہو۔ نماز میں کان پر ہاتھ رکھنے اور پھر دست بستہ کھڑے ہونے۔ سر جھکانے بلکہ خاک پر رکھ دینے کا حکم دیا اور پھر دو زانو بیٹھ کر عاجزی کے اظہار کا ارشاد فرمایا۔ کیا یہ طریق عبادت میرے مذہب کی محبت کے لئے کافی نہیں۔ کیا حج کے موقعہ پر جو ایک عاشقانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبادت ہے ننگے سر۔ ننگے پاؤں دو چادریں کفن کی مانند پہنے شاہ و گدا ایک ہی حالت میں اپنے خالق کے آگے لبیک لبیک کہتے سن کر اہل دل اسلام کے طریق عبادت کی افضلیت کا اعتراف نہ کریں گے؟ سچ ہے ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا + ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا

مذہب اسلام نے جس عبادت کو لازمی طور پر ہر مسلم پر روزانہ فرض کیا ہے وہ نماز ہے۔ اسکے لئے کسی تکلیف مالایطاق کا حکم نہیں دیا۔ اس پر کوئی خاص خرچ نہیں ہوتا کہ غربا محروم رہ جائیں بلکہ سب انسان یکساں طور پر عمل کر سکتے ہیں۔ اسلام کی عبادت میں اللہ تعالیٰ کی کامل تعظیم کے علاوہ عملی طور پر انسانوں میں مساوات، اتفاق، اتحاد اور یگانگت کا روح پرور نظارہ پیش کیا گیا ہے۔ نماز میں محمود و ایاز اور شاہ و گدا ایک صف میں دست بستہ کھڑے ہیں تو حج کے موقعہ پر سب ایک ہی لباس اور وضع میں دیوانہ وار چکر لگاتے نظر آتے ہیں۔ اللہ۔ اللہ۔ اس ریگستان کے ایک دُرِّ یتیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم میں کیا بجلی بھری تھی۔ جس نے گرے ہوؤں کو اپنے انفاس قدسیہ سے مساویانہ حیثیت میں اُٹھایا۔

ساتویں وجہ مذہب اسلام کی جامعیت کا اندازہ کرنیکے لئے اتنا سمجھ لینا ہی کافی ہے۔ کہ انسان کی پیدائیش، موت، بعث بعد الموت کے متعلق والدین۔ بیوی۔ بچوں۔ رشتہ داروں۔ اہل محلہ۔ اہل شہر۔ اہل ملک اور باقی دنیا والوں سے سلوک کے بارہ میں قرآن مجید سی مختصر کتاب میں نہایت زریں اصول موجود ہیں۔ حلال و حرام کی مکمل تفصیل کے علاوہ۔ جنگ اور صلح کے مستحکم قوانین مذکور ہیں غرض زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جس میں رہنمائی کیلئے واضح احکام موجود نہ ہوں۔

بایں ہمہ وہ ایسے اصول ہیں جنکی عالمگیری کا اعتراف ایک دنیا کر رہی ہے۔ اسلام نے شراب اور دیگر منشیات کو حرام قرار دیا آج دنیا کے متمدن ممالک اس کو قانون کے زور سے ناجائز کر رہے ہیں۔ اسلام ہی نے حکم دیا ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (نور ع) کہ بیواؤں کی شادیاں کرو۔ آج دنیا کا قدامت پسند طبقہ بھی اس اصول پر عمل پیرا ہونے میں ہی اپنی نجات دیکھتا ہے۔ اسلام نے باہمی معاملات اور تمدن کے متعلق کیا ہی اعلیٰ حکم دیا ہے۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ ع ۴) ہر جرم کی سزا اتنی ہی ہے جتنا وہ جرم ہے۔ ہاں جو اصلاح کے موقعہ پر عفو اور درگذر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسکو اجر دیگا۔ گویا نہ ہر موقعہ پر انتقام کا حکم ہے اور نہ اندھا دھند ہر جا و بیجا وقت میں عفو کا ارشاد ہے۔ بلکہ جہاں اصلاح سے سزا سے ہوتی ہو سزا دو اور جہاں اصلاح عفو سے ہوتی ہو معاف کردو۔ پھر مجرموں کی سزا ہی کے متعلق فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ الآیۃ (بقرہ ع ۲۲) کہ سزا میں چھوٹے اور بڑے یا غلام اور آزاد میں فرق نہ کرو بلکہ اگر قاتل آزاد ہے تو اسے مارا جائے اور اگر غلام ہے تو اسے قتل کیا جائے۔ بانئ اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے اس بارہ میں کیا پاک ارشاد فرمایا ہے:۔ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (بخاری) کہ میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اسکا ہاتھ کاٹ دونگا۔

غرض میرے مذہب کی جامعیت اور برتری نے اسے میرا محبوب و پیارا بنا دیا ہے اور آج میں نہایت وثوق سے حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود علیہ السّلام کے پاک الفاظ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہو گا جو اس نبی مقبول کا سچّا تابع ہے" (اعجاز احمدی ص۱۷)

آٹھویں وجہ میرے مذہب کی ایک نہایت اچھی ادا جس نے مجھے فریفتہ کر لیا وہ یہ ہے کہ اسلام صرف گناہ سے روکتا ہی نہیں بلکہ اس سے بچنے کے ذریعے بھی خود بتاتا ہے وہ بدی کی پوری بیخ کنی کرتا ہے۔ اور بدی کے سب دروازوں کو بند کرتا ہے مثلاً دیکھئے کہ اسلام نے صرف یہ نہ کہا کہ زنا نہ کرو بلکہ زنا کے محرکات کو بھی حرام قرار دیا اور فرمایا:۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکی لھم اِنّ اللہ خبیر بما یصنعون (نور ع۴) مومن مردوں کو چاہیئے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور غیر محرم عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ ایسا ہی عورتوں کا فرض ہے۔ کہ وہ غیر مردوں کی طرف نگاہ نہ بھریں اور نہ انکے لئے اپنی زینت کا اظہار کریں"

مجھے یقین ہے۔ کہ ہر دانشمند اور پاکیزہ سرشت انسان قرانِ پاک کی اس پُر حکمت تعلیم پہ صاد کریگا ۔

نویں وجہ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ مذہب انسان کی عقل کو بیکار کر دیتا ہے۔ مگر مجھے فخر ہے کہ میرے مذہب کی تمام تعلیم فطرت عقل انسانی اور صحیح سائینس کے مطابق ہے بلکہ اسکی راہنمائی کرنیوالی ہے۔ قران مجید نے بار بار اپیل کی ہے افلا تعقلون۔ کہ تم کو عقل سے کام لینا چاہیئے ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض (آل عمران ع۲۰) فرما کر علم طبعیات، علم ہیئت اور سائنس کی ایجادات کیطرف متوجہ فرمایا۔ اور اپنی ہر بات اور دعوٰی کو دلائل سے مزین کرتے ہوئے فرمایا:۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان (بقرہ ع۲۳) کہ قرآن میں دعاوی اور دلائل اور پھر انکا موازنہ اور محاکمہ کیا گیا ہے یعنی کوئی بات بے دلیل پیش نہیں کی گئی ۔

دسویں وجہ انسانوں کا نصف حصّہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ افسوس کہ اس صنف نازک کے حقوق کو ہمیشہ پامال کیا گیا میرے مذہب نے عورت کی حیثیت اور عزت کو از سر نو قائم کیا۔ اور جو لوگ لڑکی کی پیدائش پر ماتم میں مصروف ہو جاتے تھے۔ انکے اس رویہ پر نفرت ظاہر فرمائی۔ تعلیم و تربیت میں لڑکی کو یکسان مستحق قرار دیا۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے فرمایا:۔

طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم ومسلمة الحدیث

حقوق زوجیت میں سے مساوات عطا فرمائی۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة (بقرہ ع۲۸)

ترجمہ بیویوں کیلئے خاوندوں کے ذمّہ مساوی حقوق ہیں۔ ہاں گھر کے نظام کے لئے مرد کو افسر مقرر کیا گیا ہے۔

اور مردوں کو حکم دیا:۔ عاشروھن بالمعروف۔ ان سے نیک سلوک کرو۔

بانی اسلام صلعم نے تو یہاں تک فرما دیا:۔ خیرکم خیرکم لاھلہ (بخاری شریف) تم میں زیادہ نیک وہی ہے جو اپنی بیوی سے نیک سلوک کرتا ہے۔

اسلام نے عورت کے لئے روحانی مساوات کا اعلان فرمایا اور کہا ومن عمل صالحا من ذکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ۔ (مومن ع) کہ جو بھی نیکوکار ہوگا مرد ہو یا عورت وہ سب جنّت میں داخل ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث ہونگے۔

مَیں مظلوم کا ہمدرد ہوں۔ اسلام کی اس شفقت و ہمدردی نے مجھے اس سے پیار کیلئے مجبور کردیا ◆

گیارھویں وجہ

اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبّت اور اس سے نہ ٹوٹ سکنے والے تعلّق کا انحصار اسی دلکش دلچسپ اور دلربا تصوّر پر موقوف ہے جو مذہب کی طرف سے انسان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ میرے مذہب نے اس بارہ میں جو کامل تعلیم دی ہے اس کا تھوڑا سا حصّہ میں اسی جگہ گذشتہ سال بیان کرچکا ہوں۔ جو "تصوّر باری تعالیٰ از روئے اسلام" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کو "الودود" قرار دیکر بے انتہا محبت کرنے والا بتایا اور اسکے مختلف انعامات کو یاد دلا کر انسان کے عشق کی چنگاری کو روشن کیا ہے۔ اسلام اسکی محبت کو ماں یا باپ کی محبت سے تعبیر کرنیکو نقص قرار دیتا ہے کیونکہ ان کی محبت بہرحال محدود ہے اور محدود زمانہ تک ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی محبت غیر محدود اور اسکا زمانہ غیر محدود ہے اسلئے اسلام نے اسے "رب" کے لفظ سے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور قادر مطلق ہونے، غفاریت اور دیگر صفات حسنیٰ کو ذکر کرکے اسکے حُسن و احسان کا حقیقی تصوّر قائم کیا ہے۔ تا انسان میں زندہ یقین پیدا ہو۔ جو اسکے گناہوں کو بھسم کردے اور پاکیزہ زندگی کا موجب ہو۔ اور خدا تعالےٰ کی لقاء حاصل ہو۔

چونکہ یہ غرض اکمل طور پر اسلام نے پوری فرمائی ہے اسلئے مجھے اس سے محبّت ہے۔ اور بیحد محبّت ہے ◆

بارھویں وجہ

مَیں جس مذہب سے محبّت رکھتا ہوں اس کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے جس کتاب کو میرے لئے دستور العمل مقرر کیا ہے وہ زندہ کتاب ہے۔ اسکی زبان آج تک زندہ ہے اور تا بقائے نسل آدم زندہ رہیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ محفوظ ہے اور انسانی دست برد سے پاک اور ہر قسم کے تغیّر لفظی و معنوی سے مبرّا ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون (الحجر ع ۱)

وہ اپنی اشاعت میں ہر روز ترقی پذیر ہے۔ پھر وہ ان زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو ہر زمانہ میں پوری ہوکر اسکی زندگی پر تازہ گواہ ہوتی ہیں۔ سب سے بڑھکر یہ کہ وہ ہر زمانہ میں اپنے تازہ پھل دیتی ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسکی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتا ہے۔ اسلام میں ایسے پاک وجود ہمیشہ ہوئے اور ہمیشہ ہوتے رہینگے جو وحی الٰہی سے مشرف ہو کر قرآن پاک اور بانیٔ اسلام کی زندگی کا زندہ گواہ ہونگے۔ وہ ہر منکر معجزات نبویہ سے کہتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است ✣ بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

خود قرآن مجید کا اپنے متعلق دعویٰ ہے کہ میں وہ پاک شجر ہوں جسکے پھل ہر زمانہ میں حاصل ہوتے ہیں:

تؤتی اکلها کل حین باذن ربها (ابراہیم ع)

میرے پیارے بھائیو! بالآخر میں آپ سے اسی پیار کے واسطہ سے اپیل کرتا ہوں جو آپکو اپنے مذہب سے ہے اور ہونا چاہیئے۔ کہ آپ اسلام کو محققانہ نگاہ سے دیکھیں اور اسکی صداقتوں کو قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو آمین ✣

معذرت اس مضمون کی وسعت کے لحاظ سے وقت نہایت قلیل تھا۔ اس لئے مختصر عرض کر دیا ہے۔ اسلام کا حسن اور اس کی خوبیاں، اور یہ وقت؟ ع دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار والی بات ہے۔ مگر تاہم اس مختصر بیان میں جو عرض کیا گیا ہے۔ وہ بھی حق پسند طبائع کیلئے کافی ہے ع کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے ✣

خاکسار ناچیز خادم اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان - ۱۲ مارچ ۱۹۲۹ء

عصمت انبیاءؑ

یہ ایک نہایت ہی اہم اور وسیع مضمون ہے میرے دل میں مدت سے یہ آرزو جوش زن تھی کہ اس پر مفصل بحث کروں کیونکہ گو مجموعی حیثیت سے اس عنوان پر بعض مضامین لکھے گئے ہیں اور ان میں اسکے اصول پر کافی بحث کر دی گئی ہے تاہم وہ اس قابل نہیں کہ ہر ایک شخص اُن سے ہر موقع پر فائدہ اُٹھا سکے اور میرا یہ ارادہ تھا کہ ایک مکمل۔ واضح اور مختصر مضمون لکھوں جسمیں ہر اس الزام کا جو کسی نبی پر لگایا جاتا ہے علیحدہ علیحدہ جواب دیا جائے مگر بمنشاء الٰہی کسی مصلحت کی وجہ سے جسکا کہ اُسی کو علم ہے یہ کام معرض التوا میں پڑتا چلا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وھو الموفق کہ کم از کم میں اس مضمون کو شروع کر دوں اور بعد میں حسب توفیق احباب کی خدمت میں وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کو مکمل کرنے میں مدد دے آمین

هو المستعان وهو الهادي

میں سب سے پہلے ان الزامات کی تردید شروع کرونگا جو ہمارے آقا سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلی اللہ وسلم علیہ وآلہٖ واصحابہ واتباعہم اجمعین پر لگائے جاتے ہیں کیونکہ اس زمانہ پُر از فتن میں اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں نے اسلام من السّلام کو تباہ و برباد کرنے میں جن ہتھیاروں سے کام لیا ہے انمیں سب سے مضبوط اور تیز ہتھیار یہی ہے ؛

دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ اور اسکے متعلق مشہور ہے کہ "دشمن کہے انہونی بات" اسلئے اگر کسی دشمن نے سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ختم المرسلین شفیع المذنبین پر گندے الزامات لگائے ہیں تو کوئی ایسا قابلِ افسوس امر نہیں کیونکہ وہ تو اپنے حسد و کینہ۔ دشمنی اور عناد کی آگ سے جل رہا ہے۔ اور ایسے الزامات لگانے میں مجبور ہے مگر افسوس ہے تو صرف ان لوگوں پر جو اپنے آپکو عاشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جتاتے ہوئے اور حُبّ پیمبری کے مدّعی کہلاتے ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گندے الزامات لگانے میں ان دشمنوں کا ساتھ دیتے ہیں جو بجائے خود انہی کی بیخکنی کے درپے ہیں اور پھر الزامات بھی معمولی الزامات نہیں بلکہ ایسے الزامات ہیں جن کے سُننے سے مومن کا دل دہل جاتا ہے۔ اور حقیقی مسلم کی غیرت جوش جنوں کا سا رنگ پکڑ لیتی ہے انکے دعوائے عشق و محبّت کو تو برکنار رہنے دیں انکے اعمال سے ایسا ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکی عقلوں نے انہیں جواب دیدیا ہے۔ اور انکے قلوب سے نورِ ایمان سلب ہوگیا ہے اور یہ لوگ دوستی کے رنگ میں آپ سے دشمنی کر رہے ہیں عیاذاً باللہ۔ دشمنوں کے ساتھ ہمزبان ہو کر کہتے ہیں کہ کلام اللہ میں ایسا وارد ہوا ہے الاماں!!

ما احسن قول القائل ؎ وکم من عائبٍ قولاً صحیحاً ؛ وآفتہ من الفھم السّقیم ۔ یعنی قولِ صحیح پر بھی کئی لوگ عیب لگا دیتے ہیں حالانکہ یہ انہیں کے فہمِ سقیم کی ہی آفت ہوتی ہے۔ پس کسی سقیم الفہم کا کسی قولِ صحیح کو غلط قرار دینا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ جب تک کہ کوئی بیّن دلیل نہ ہو ؛

اسکے بعد میں ان الزامات کی تردید شروع کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر لگائے جاتے ہیں اور یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ فرقان حمید میں موجود ہیں۔

پہلا الزام۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے ووجدك ضالاً فھدیٰ کہ خدا نے تجھے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ کلبی نے اسکے معنی یہ کیئے ہیں وجدك ضالاً یعنی کافراً فی قوم ضلال فھداك لدینہ کہ خدا تعالیٰ نے تجھے ضال یعنی کافر پایا گمراہ قوم میں پھر اس نے تجھے اپنے دین کی ہدایت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم اپنی پہلی زندگی میں گمراہ تھے۔ نعوذ باللہ جیسا کہ لفظِ ضال جسکے معنی گمراہ کے ہیں صاف دلالت کر رہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب عقلی۔ یہ معنی بالکل غلط ہیں عقل انکو دھکے دیتی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ گمراہ ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اس حالت میں انسان سے کئی فروگذاشتیں ہوں اور کئی قسم کے گناہوں اور خطاؤں کا مرتکب ہو کیونکہ وہ صراط مستقیم سے دُور پڑا ہے باوجود اسکے گمراہ شخص کے متعلق یہ کہنا کہ یہ بالکل بے قصور اور بے گناہ ہے۔ دعویٰ بلا دلیل ہوگا کیونکہ گناہ اور قصور صراط مستقیم یا حد اعتدال سے افراط اور تفریط کا نام ہے۔ اب جب کسی شخص نے راستہ کھو دیا اور گمراہ ہو گیا تو بہرحال وہ افراط و تفریط کا مرتکب ہوگا جسکو بالفاظِ دیگر گناہ اور قصور سے تعبیر کرتے ہیں اس واسطے اگر آنحضرت صلعم اپنی پہلی زندگی میں گمراہ تھے تو ضرور مختلف گناہوں کے مرتکب ہوئے ہونگے نعوذ باللہ۔ اب اگر کوئی شخص اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے نبی کریم صلعم کی ذات والا صفات کو ہر ایک گناہ و قصور سے پاک اور بری ثابت کرنا چاہے تو اسکے لئے یہ امر ناممکن ہے۔

دوسری طرف ہم جب دیکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ نبی کریم کو بالکل پاک قرار دیتا ہے یہی نہیں بلکہ پہلی زندگی کی پاکیزگی کو آپؐ کی صداقت پر بطور شاہد عدل کے پیش کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ صلعم کو گمراہی سے محفوظ رکھا اور بہرحال خدا تعالیٰ کی بات سچی ہے۔

معلوم ہُوا کہ یہ عقیدہ رکھنا فی ذاتہٖ ضلالت ہے اور صراط مستقیم سے انحراف۔

اب طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ معنی غلط ہیں تو صحیح معنی کونسے ہیں۔ سو جب ہم لُغت عرب میں اس لفظ ضلال کو تلاش کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل معنی بھی پاتے ہیں:۔

(۱) الضلال۔ الحب الشدید کقولہ تعالیٰ انک لفی ضلالک القدیم ای المحبۃ (۲) الضلال۔ الغیبوبۃ فی طلب خیر کسی بھلائی کو طلب کرتے کرتے غیب ہو جانا۔ (۳) ضالّۃ۔ وہ درخت جو تمام صحرا میں ایک ہی ہو۔ عام محاورہ ہے شجرۃ ضالّۃ۔ (۴) الضلال۔ الضیاع جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما دعاء الکفرین الا فی ضلال ای ضیاع (جلالین) (۵) الضلال کسی چیز کا گم ہونا جیسے حدیث میں آیا ہے کلمۃ الحکمۃ ضالّۃ المومن کہ حکمت کا کلمہ مومن کی گم شدہ چیز ہے اخذھا حیث وجدھا۔ جہاں کہیں اسکو پائے تو اسکو لے لیتا ہے (۶) الضلال۔ ضد الرشد گمراہ ہونا۔

پہلے پانچ معانی کو ترک کر کے صرف آخری معنی کو مقصود بالذات ٹھیرانا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں فرماتا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم کہ تُو ہمیشہ سے اپنے اندر خُلق عظیم رکھتا ہے۔ اور تُو صراط مستقیم پر ہی قائم ہے۔ اس بات کا اعتراف عرب کی زبانوں نے بھی کیا۔ یہ دو نو جملے جملہ اسمیہ ہیں جو استمرار پر دلالت کرتے ہیں پس جب آپ ہمیشہ سے صراط مستقیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر قائم تھے تو گمراہ کب ہوئے پس یہ امر اس بات کے رد کیلئے کافی ہے کہ یہاں الضلال بمعنی ضد الرشد مراد نہیں بلکہ یہاں اور ہی معنی مراد ہیں۔

سنو! الضلال بمعنی محبت یہاں مراد ہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا (حرفِ فاء اسپر دلالت کر رہا ہے) کہ اُسنے اپنے دربار کی طرف بذاتہٖ تیری اور زیادہ رہنمائی فرمائی تا تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو مشاہدہ کر کے اسکے عشق میں اور زیادہ ترقی کرے اور بڑے بڑے فضلوں کا وارث بنے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے بندہ کے درمیان محبت کا جو انتہائی نقطہ ہے اس تک پہنچے چنانچہ آپ اس مقصد اعظم میں کامیاب ہوگئے جسکو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ بدیں الفاظ تعبیر کیا ہے فکان قاب قوسین او ادنیٰ کہ دائرہ کا درمیانی خط جو خدا تعالیٰ اور اسکے بندہ کے درمیان محبت کا انتہائی نقطہ ہے رسولِ پاک صلعم وہاں تک پہنچ گئے۔ یہی اس آیت کے معنی ہیں اور اللہ تعالیٰ یہی احسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلا کر بتاتا ہے۔ کہ کیا اسقدر محبت کے ہو۔ تو میں تجھ سے دشمنی کرونگا ہرگز نہیں ما ودعک ربک وما قلیٰ دشمنی تو درکنار رہی میں تو تجھے چھوڑوں گا بھی نہیں۔ واقعی یہ صحیح بات ہے کہ خدا تعالیٰ جس سے محبت کرے اسکو پھر ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ غور کرنا چاہیئے کہ جب دنیا کے محبّ جو بے وفائی میں ضرب المثل ہیں دعویٰ کریں

انی لا اجبن من فراق احبتی ✤ وتحس نفسی بالجیوش فتنشم

کہ دشمن کی افواج کا مجھے کوئی خدشہ نہیں ڈر تو صرف دوستوں کی جدائی کا ہے گویا میں جدا نہیں ہو سکتا۔ تو اگر خدا تعالیٰ محبت کا دعویٰ کرے اور اسکو پورا کرے تو کوئی بڑی بات ہے؟ ہرگز نہیں پس ان معنوں سے کونسا الزام آنحضرتؐ پر عائد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ✤

دوسرے معنی۔ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ بھلائی کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور اسکی خاطر لوگوں سے علیحدگی اختیار کیئے ہوئے ہے اس لئے اس نے تیری ۔۔۔ تڑپ کو مدِّ نظر رکھکر اسی کے مطابق تجھے عظیم الشان شریعت اسلام بطور نعمت عطا فرمائی چنانچہ صحیح البخاری جلد اوّل باب کیف کان بدء الوحی میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں آیا ہے:۔ کان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی جاءہ الحق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ سے فاصلہ پر غار حرا میں رہتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے جب خرچ ختم ہو جاتا تب گھر تشریف لاتے اور خرچ لیکر پھر غار میں تشریف لیجاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس ہدایت جس کو حق سے تعبیر کیا گیا ہے آنی شروع ہوئی۔ پس جبکہ اے رسول تجھے خدا تعالیٰ نے اسقدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو اسکے خاص الخواص بندوں کو ملا کرتی ہے۔ اور پہلی نعمتیں زوال پذیر تھیں اور یہ نعمت دائمہ اور قائمہ الیٰ یوم القیامۃ ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ اب تجھ سے دشمنی کریگا۔ ہرگز نہیں۔ جب کہ تیرا خدا تعالیٰ سے کوئی ایسا گہرا تعلق نہ تھا اُس وقت اس نے تیرا ساتھ دیا تو اب جبکہ تو اُس کا خاص محبوب و مقرب ہے تجھے اکیلا چھوڑ دیگا اور فقط چھوڑ یگا ہی نہیں بلکہ تیرا دشمن بن جائیگا۔ یہ بالکل محال و ناممکن ہے ٭

تیسرے معنی۔ جبکہ تمام عرب بُت پرستی میں غرق تھا۔ اور بُت پرستی زوروں پر تھی اور صرف ایک ہی بُت کی پرستش نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں بُت موجود تھے۔ صرف مکّہ ہی میں ۳۶۰ بُت تھا۔ اسوقت اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سامان مہیّا ہو سکتے تھے تو صرف بت پرستی کے۔ لوگوں کی فطرتیں مرچکی تھیں توحید کی بُو تک کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ اُسوقت اگر کوئی بُت پرستی سے بچا ہُوا تھا تو فقط حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات تھی آپؐ کی عرب میں وہی مثال تھی جیسے کہ تمام صحرا میں فقط ایک ہی درخت ہو۔ کئی لوگ تعجب کیا کرتے بلکہ کڑھتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں کسی بُت کی پُوجا نہیں کرتا۔ پر جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نبوّت کے منصب پر سرفراز فرمایا اسوقت تو تمام عرب میں آگ لگ گئی۔ حضور صلعم کو بڑا فکر ہُوا کہ یہ کس طرح تکمیل کو پہنچیگا کیونکہ میں اکیلا ہوں نہ یار ہے نہ غمگسار۔ اور ظاہری سامان بالکل موجود نہیں۔ دوستوں پہ بھروسہ تھا وہ بھی دشمن ہو گئے۔ تو خدا تعالیٰ نے وعدے فرمائے واللّٰہ یعصمک من الناس اور ینصرک رجالاً نوحی الیھم وغیرہ اور تمام خلقت کو آپؐ کی طرف پھیر دیا۔ خوف امن سے بدل گیا حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام عرب کا بادشاہ بنا دیا۔ اور پہلے آپؐ لوگوں سے ڈرتے تھے پھر لوگ آپؐ سے ڈرنے لگے۔ خدا تعالیٰ اسی بات کو یاد دلاتا ہے۔ کہ جب تو بالکل بے سرو سامان تھا تیرا کوئی مددگار نہ تھا ہم نے تجھے تمام فتنوں سے محفوظ رکھا بلکہ تجھے اور لوگوں کے لئے مامن بنایا تو کیا اب ہم سے تو یہ اُمید کرسکتا ہے کہ ہم تجھ سے دشمنی کرینگے؟

چوتھے معنی۔ ضالاً اے ضائعاً تو دُرِّ یتیم تھا۔ لوگ تجھ سے بالکل غافل تھے۔ تو ان کے سامنے کانچ سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا تو رائیگاں تھا لوگ تجھ سے فائدہ نہ اُٹھاتے تھے۔ تیرے جوہر سے کوئی واقف نہ تھا تیری قیمت کسی کو معلوم نہ تھی تا تیری قدر کرتا تُو توحید کا سرچشمہ تھا مگر بت پرستی کے اندھیروں نے انہیں اندھا کر دیا ہُوا تھا تیری طرف وہ متوجّہ ہی نہ ہوتے تُو نور تھا مگر انکے قلوب کی نورانیت مفقود تھی کہ تجھے دیکھ سکتے قریب تھا کہ یہ لوگ محروم رہ جاتے اور تُو انکے حق میں ضائع شدہ چیز کا حکم رکھتا لیکن خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے تیرے نور کو اور زیادہ روشن فرمایا اور اتنا منور کیا کہ اندھی فطرتوں نے بھی تیرے نور کو محسوس کر لیا اور سمجھ لیا کہ یہ واقعی قابلِ قدر موتی ہے اور بیش قیمت لعل ہے۔ اور جنکی نورانیت کچھ باقی تھی وہ پکار اُٹھے واشھد بانّا مسلمون ان لوگوں نے تیری قدر کی اور تجھ سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اگر خدا تعالیٰ تیرے نور کو اور زیادہ روشن نہ فرماتا تو تُو انکو فیض نہ پہنچا سکتا اور تیری قدر بھی نہ ہوتی مگر اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا اور لوگوں کو تیرے ذریعہ بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ تیری خدا کے حضور بھی بڑی قدر ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ تجھے کس طرح ردّ کر سکتا ہے۔ اور تیرا دشمن بن سکتا ہے ؟

پانچویں معنی۔ تجھے خدا نے گم شدہ پایا پس اسوقت کسی کو تیرا ہادی و رہنما بنایا جسکے ذریعہ اس نے تیری رہنمائی کی۔ اہل ظاہر کے لئے یہ معنی بہت واضح ہیں کیونکہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے تھے اور آپؐ کو سخت تکلیف ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی رہنمائی فرمائی اور آپؐ کو ہلاکت سے بچا لیا۔ چنانچہ ضحاک نے مرفوعاً روایت کی ہے انّہٗ علیہ السّلام قال ضللتُ عن جدّی عبد المطلب دانا صبیّ ضائع کاد الجوعُ یقتلنی فھدانی اللہ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اپنے دادا عبد المطلب سے گم ہو گیا اسوقت میں بچہ تھا قریب تھا کہ میں بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤں مگر اللہ عزّ وجل نے میری رہنمائی فرمائی اور ضحاک نے بیان کیا ہے کہ عبد المطلب آپؐ کے دادا نہایت عاجزی سے کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹک کر یہ دعا مانگ رہے تھے یا ربّ رُدّ ولدی محمّداً اے میرے رب میرے بیٹے محمدؐ کو میرے پاس پہنچا دے یہی دُعا مانگ رہے تھے کہ ابو جہل رسول پاک صلعم کو اپنے آگے اونٹنی پر بٹھائے ہوئے عبد المطلب کے پاس پہنچ گیا کہنے لگا کہ ہم نے محمدؐ سے ایک عجیب بات دیکھی وہ یہ کہ میں نے محمدؐ کو اپنے پیچھے سوار کیا تو اونٹنی نہ اُٹھتی تھی اور جب آگے سوار کیا تو اُٹھ کھڑی ہوئی ؛

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ضالّاً کے معنی گُم شدہ کے ہیں۔ اور یہ واقعہ اس کا شاہد ہے پس کسی کا حق نہیں کہ ان پانچ معانی کو ترک کر کے کوئی معنی بیان کرے۔ ضالّاً کے معنی بیشک گمراہی کے بھی آئے ہیں لیکن کیا ہر لفظ کا ہر ایک معنی ہر ایک جگہ پر چسپاں ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ پس ضال کے حقیقی معنی نہ سمجھنے کی بنا پر یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ ممکن ہے اس آیت کے اور بھی معانی ہوں۔ جنکا ہمیں علم نہ ہو۔ کیونکہ ہم نہیں کہ سکتے کہ ہم ہر ایک بات پر احاطہ کئے ہوئے ہیں کئی اور ایسے ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں لیکن ہمیں انکا علم نہیں حالات ان علوم کو ظاہر کرتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎ وکل العلم فی القرآن لکن ؛ تقاصر عنہ افھام الرجال ؛ (باقی آئندہ انشاء اللہ) خاکسار محمد صادق کنجاہی جامعہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخباروں کی اشاعت

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

جس طرح خاص دائرہ میں کتابیں بہت اثر کرتی ہیں۔ اسی طرح ایک دائرہ میں اخبارات بھی بہت اثر کرتے ہیں۔ ہمارے کئی ایک اخبار ہیں۔ الفضل۔ سن رائز۔ ریویو انگریزی اُردو۔ مصباح۔ احمدیہ گزٹ۔ یہ تو صدر انجمن کے اخبار ہیں انکے علاوہ فاروق اور نور بھی ہیں۔ پھر بنگال اور سیلون سے بھی ہمارے اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ ممکن ہے۔ اور جماعتیں بھی شائع کرتی ہوں۔ بعض جماعتیں ٹریکٹ شائع کرتی ہیں۔ انکی اشاعت کی طرف بھی میں توجہ دلاتا ہوں پچھلے دنوں الفضل اور سن رائز کی تعداد اشاعت بڑھ گئی تھی۔ لیکن اب اس میں کمی واقعہ ہو گئی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے ہاں ایسے ایجنٹ مقرر کریں۔ جو سلسلہ کی کتب اور اخبارات فروخت کریں۔ اور خود بھی فائدہ اُٹھائیں۔ ایک صیغہ بھی قائم کیا گیا ہے تاکہ دوستوں میں تحریک کر کے کُتب اور اخبارات کی توسیع و اشاعت میں مدد دے۔ اور میاں مصباح الدین صاحب کو جو ولایت میں بھی رہے ہیں۔ اس کام پر مقرر کیا گیا ہے میں اُمید کرتا ہوں۔ وہ اپنے کام کو صحیح طریق پر چلائیں گے۔

صدر انجمن احمدیہ کے اخبارات

۱۔ احمدیہ گزٹ:۔	نظارتوں کی رپورٹیں اعلانات	ماہوار	عمہ سالانہ
۲۔ الفضل:۔	حضرت امام کے کلمات طیبات تقاریر خطبات جمعہ شائع کرتا ہے۔	ہفتہ میں دو بار	۸ے سالانہ
۳۔ ریویو آف ریلیجنز اُردو:۔	تائید احمدیت پر علمی مضامین	ماہوار	۳ے سالانہ
۴۔ ریویو آف ریلیجنز انگریزی:۔	لنڈن سے نکلتا ہے	"	لعہ سالانہ
۵۔ سن رائز:۔	نوجوانوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کے لئے	پندرہ روزہ	عگ سالانہ عہ طلباء سے
۶۔ مصباح:۔	خواتین سلسلہ احمدیہ کا اخبار	مہینے میں دو بار	۸عگ سالانہ

نقشہ اجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز اُردو کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور پھر اسکے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ "	"	۱۲ "
تین ماہ	"	۱۲ "	"	۷ "

فی اشاعت ایک صفحہ ۴؎ چار روپے۔ نصف صفحہ ۲؎ روپے۔ فی سطر ۴؎

(مینیجر ریویو اُردو)

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر ایس کے برمن کی

سخت امراض کی

مجرّب پیٹنٹ دوائیں

تارا
ٹریڈ مارک
رجسٹرڈ

سردرد و ریاحی درد کی دوا

سردرد ریاحی درد کی تکلیفوں کو وہی اشخاص خوب جانتے ہیں جنہیں ایسے دردناک تکلیفوں کے برداشت کرنیکے موقع پیش آئے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ درد نہایت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جب ذراسی دیر میں بڑھ جاتے ہیں تو مریض گھبرانے لگ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ دوا فوراً فائدہ کرتی ہے۔ ریاحی درد مثلاً ٹیس چمک تپک۔ رگوں میں لہر۔ سرن اور کنکنی وغیرہ کیلئے اس سے بہتر اور زود اثر کوئی دوا اسوقت تک ثابت نہیں ہوئی اسلئے ایک شیشی منگاکر آپ ایک بار اسکی ضرور آزمائش کریں۔

قیمت بارہ ٹکیوں کی شیشی دس آنہ ۱۰/ محصولڈاک چھ آنہ ۶/ تین شیشی عہ ۱۲/ محصولڈاک چھ آنہ ۶/

کیش راج تیل

(خوشبودار تیلوں کا شاہ)

یہ وہی خوشبودار تیل ہے جسکی تعریف کانگریس کے پریسیڈنٹ پنڈت موتی لال جی نہرو شریمتی سروجنی نائیڈو وغیرہ لیڈروں نے صدق دل سے کی ہے۔ اسکے استعمال سے دماغ تر و تازہ رہتا ہے یہ ان اشیاء کو شامل کرکے بنایا گیا ہے جو سر و آنکھوں کے لئے فائدہ مند ہیں اسکی خوشبو دیرپا اور نہایت دل پسند ہے اسمیں ہائٹ آئل وغیرہ کوئی مضر صحت اشیاء شامل نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/

مُفت

خوشبودار! اور! فائدہ مند!

کیش راج تیل

کا نمونہ

اس کوپن کو بھیجنے سے آپکو بھیجا جائیگا

ہوشیار! ہماری تمام ادویات "تارا" ٹریڈ مارک دیکھکر خرید کیجئے۔

نوٹ۔ ہماری دوائیں سب جگہ ملتی ہیں۔ ہمارے ایجنٹ دوافروشوں سے خریدنے سے وقت اور محصولڈاک میں بچت ہوگی۔

(صیغہ نمبر ۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ شیخ محمد وارث رحمت علی۔ مرچنٹ۔ گورداسپور پنجاب